

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

بمکمل اسد یہ رسالہ عشق کی حقیقت و اہمیت مدد و جزر کے بیان میں المومنین



مکتبہ مولانا مودودی مولانا مودودی مولانا مودودی مولانا مودودی مولانا مودودی

مکتبہ مولانا مودودی مولانا مودودی مولانا مودودی مولانا مودودی مولانا مودودی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد ہی عشق آفرین کیلئے | نعت ہی ختم مرسلین کے لیے | سلام ای چار یار کبار

سلام ای المہ اطہار | مجمع حمد و ثنا اُس کیتا دے ہمتا در باب عالم کو ہر جو ہر ذرہ

مین ہر نمرود کی طرح عیان ہو کر کچھ عجب کرشمہ و انداز ہو کہ آج تک (ان) آنکھوں سے

نہاں ہو بقول کسی مشتاق کے ۛ | آنکھیں تجھ کو ڈھونڈھتی مین دل ترا گرویدہ

جلوہ تیرا دیدہ ہی صورت تری نادیدہ ہی | بے حجابی یہ کہ ہر ذرہ مین ہی تو آشکار

اور گھونگھٹ یہ کہ صورت ہج تکنا دیدہ ہی | یایون کے ۛ | ای تیر غمت رادل عشاق نشاء

عالم بہ تو مشغول تو ناپائے مانہ | اور بیشمار درود اُس نبی آخر الزمان جمیل جان پر جسکے آگے

جناب یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا حسن بھی گردہ ہی۔ ۛ

انکھوں توئی جمیل جان گرچہ پیش ازین | آوازہ جمال ز کعبان برآمدہ

(حضرت نصر پلوار رومی) ۛ | شوریکہ در صباحت یوسف قنادہ بود

گردے بودے ز لعل نکران مصطفیٰ | لا تعدوا تحصیٰ سلام اُس آفتاب

عالم تاب (اور اُسکے آل و اصحاب) پر جسکے چہرہ انور کی چمک دمک سے ماہتاب

بھی سرنگون ہو جاتا تھا اور جس گل رعنا کا نہ فقط مین بلکہ مجھ ایسے ہزاروں

غزل سداہن ۵ نہ من برآن گل رعنا غزل لایم بیا | اگر عندلیب تو از ہر طرف ہزار آئینہ

اور خداوند کی بیحد رحمت اُس رحمتہ للعالمین پر (اور اُس کے یار و انصار پر) جسکا کاشا

فیض و رحمت آج تک اہر اور پکار ہو رہی ہو کہ در فیض محمد - واہر آئے جسکا جی چاہے

رسول اللہ پر ایمان لائے جسکا چاہے اللهم صل علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم -

اما بعد - ناظرین! اس رسالہ کے مرتب ہونے سے پہلے میں دد عشق و محبت

کے مضمون پر اخبار اینچ بائیکپور میں اپنی تحریر چھپواتا تھا - پھر میرے بعض

احباب نے ایک مستقل رسالہ مرتب کرنے کی رائے دی اور اُس وسیع مضمون کی

گنجائش بھی اُس اخبار میں مینے نہ دیکھی - چنانچہ یہ رسالہ مرتب کر کے ہدیہ ناظرین کیا!

معذرت

میں ایک نو عمر اور کم علم طالب العلم ہوں اس لیے اگر اس رسالہ میں

کوئی غلطی یا کسی طرح کی چوک ہو گئی ہو تو ناظرین

معاف فرمائیں اور عبارت و الفاظ

سے قطع نظر کر کے میرے منشأ

و مدعا پر غور کریں!

++ + ++

++ +

+



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا میں کوئی (زندہ) دل ایسا نہیں جس میں محبت کے دلوںے جوش نہ مارتے ہوں اور جو اسکی جادو بھری نگاہ کا گھائل اور اسکی کاکل پر بیج کا اسیر نہ ہو۔ چھوٹا ہو یا بڑا مرد ہو یا عورت اعلیٰ ہو یا ادنیٰ اسیر ہو یا فقیر شاہ ہو یا گدا اگر اسکے دام بلا میں ضرور گرفتار ہو کبھی کبھار اس میں کمی و بیشی بھی ہوا کرتی ہے۔ اب وہ محبت خواہ کسی شوقی ہو۔ محبت کے کئی درجے ہیں اور آخری درجہ اسکا عشق اور انتہا ہے عشق جنون! اسکا یہ مطلب نہیں کہ سلسلہ عشق جنون تک پہنچ کر منقطع ہو جاتا ہے بلکہ یہ جنون تو اسی عشق کے درجن میں سے ایک درجہ ہے اور اگرچہ انتہا ہے عشق جنون ہے مگر انتہا محض اعتباری ہے ورنہ عشق کا میدان ایسا وسیع ہے کہ اگر کوئی اسکے طے کرنے کی غرض سے عمر بھر اس میں چلا کرے تو بھی اسکی غایت انتہا کو نہ پہنچے گا ۵

ریل بھی جاتے چیخ اٹھتی ہے یہ وہ بھرے پائیاں جو کہ اس میں کتنا ہی غوطے کیون نہ لگائے

لگا سکی تہ کو پہنچنا مشکل ہے عشق گو دریا ہے نہ پیدائنا ۵ ڈوبنے والے کا بیڑا پار ہے ۵

احمد! لہ بر میکا واکي اٹھی دھاا جو نکلا سو ڈوب گیا اور جو ڈوبا نہ ۵ یہ وہ شہنشاہ عالی جاہ ہے

کہ بڑے بڑے سلاطین کے سر نیاز اسکے آگے جھک جاتے ہیں اور اسکے آستانہ عالیہ

کی جہہ سائی کرتے ہیں۔ ۵	کہان سلطان محمود اور کہان بندہ ایاز اسکا
محبت وہ بلا ہی شاہ کو چاہے گدا کر دے	یہ وہ جادو فریب ہے کہ کوئی کیسا ہی سخت
سخت دل کیوں نہو مگر اسکے دام فریب میں	اگر موم سازم اور نازک دل ہو جاتا ہے ۵
مجھ ساندے زمانہ کو پروردگار دل	آشفٹہ دل فریفتہ دل بقرار دل
یہ وہ مرض ہے جسکے علاج سے افلاطون و جالینوس بھی عاجز ہیں	ہر بیماری کی دوا ہے
مگر اسکی کوئی دوا ہی نہیں ۵	مرض عشق کا علاج نہیں
کیا کرے گا کوئی دوا صاحب	یہ وہ بیماری ہے جسپر خود مرض و جملہ مرض رادواست، صادق آتا ہے جسے اسکا آزار ہوا
اُسے کسی بیماری کی ہوا بھی نہیں لگتی دل میں وہ درد رہتا ہے جسکے آگے درد سر وغیرہ	کی کچھ ہستی ہی نہیں آتش عشق کی وہ حرارت رہتی ہے کہ بخار کا پتہ بھی نہیں لگتا یا رکی
سر و مہر یون اور رعب حسن کے مقابل جوڑی و لقوہ وغیرہ کا نشان بھی نہیں رہتا	سب کا فور عذر و رنخت تنگے ناموس (جو قلب کی بیماری ہی) کا نام بھی نہیں
چنانچہ ہولانا روم قدس سرہ فرماتے ہیں۔ ۵	شاد باش ای عشق خوش سودا
وی طیب جملہ علتہاے ما	ای دواے نخت و ناموس ما
وی تو افلاطون و جالینوس ما	یہ وہ من موہن ہے کہ امر اسکے شیدائی رو سا اسکے فدائی غر با اسکے شیفتہ فقر اسکے گدا
اسکی ریلی اور سرگمین آنکھوں کا جہان گھائل اسکی مست و مدہوش کر دینے والی بوبی نے	تمام عالم کو اپنا متوالا بنا رکھا ہے اسکی کچ ادائیوں نے فرما دیا کو اپنی جان شیرین ہلاک کر دینے
پر مجبور کر دیا اسی نے قیس کو دیوانہ اور عقل ہوش سے بیگانہ بنا دیا تھا اسی نے زلیخا کو	برودہ عصمت سے باہر قدم نکلنے کی جرأت دلائی تھی اسی نے حضرت سعدی ایسے
جلیل القدر اور شہرہ آفاق صوفی کو ایک شاہزادہ کے حسن و جمال پر فریفتہ کر کے	ادنیٰ پیشہ (سایسی) کے اختیار کرنے پر مجبور کیا اسی کی دلپسند اور دلکش آواز نے
حضرت شرف الدین بہاری کو ایسی محویت میں ڈال رکھا تھا کہ بارہ برس تک اُنکو اپنی	

کچھ بھی خبر نہیں تھی اسی کی مقناطیسی کشش تھی کہ حضرت منصور دار پر کھینچ گئے اسی کے
 ولوں نے حضرت شمس الدین تبریز کے دل میں ہمہ دم جوش مارا کرتے تھے اسی کی سٹے
 گلگون نے مولانا نے روم کو سرشار کر رکھا تھا اسی کی شراب نے حضرت حافظ علیہ الرحمۃ
 کو اپنا مست و متوالا بنا لیا تھا اسی کے کرشمے تھے کہ حضرت سرور کائنات علیہ التیجۃ و صلوة
 نے آپکو ہلاک کر دینے کے قصد سے بھاڑ پر چڑھایا تھا کہ جب یار سے نامہ و پیام ہی نہیں
 تو لطف زندگی کیا اپنے کو ہلاک ہی کر دینا بہتر ہو اسی کا جذبہ تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام
 صحرا صحرا جنگل جنگل (مستانہ دار) بھرا کرتی تھی سی کے نورانی چہرہ کی جھلک نے حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر بیہوش کر دیا تھا اسی کا اقبال تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام
 عزیز مصر ہوئے اسی کی زلف سیہ نے ناگن بنکر سیدنا امام حسن علیہ السلام کو ڈس لیا تھا۔
 اسی سفاک کیتغ ابرو نے امام حسین علیہ السلام کو شہید ناز کیا۔ (مین) ۵

عاشقی آسان نہیں وادہ بہت مشکل ہے کوئی جا کر اسکو بوچھے حضرت شبیر سے

اسی نے ہزاروں کو کوچہ گردی و صحرا نوردی کا سبق پڑھایا۔ بھتیر دن کو دور بدر
 دیوانہ دار پھر آیا بھتیر دن کو اعلیٰ سے ادنیٰ اور ادنیٰ سے اعلیٰ درجہ پر پہونچایا فرد پہا واری ۵

خاکساری را کہ بخشید غرتے رشک عالی خاندانی کرد عشق صدر سے از کجکلا بان جان

خاک راہ آستانے کرد عشق بھتیر دن کو خاک میں ملایا بھتیر دن کو حیات جادو دانی

بخشنا بھتیر دن کو ہلاک و برباد کیا۔ غرض یہ خانان خراب عجیب آفت ہی جو اسکی

زلف گرہ گیر ہیں بھینسیا اکا پھر چھوٹا محال ۵ محبت کے جو قیدی ہیں نہ چھوٹنے کے دھتیرے

سکتے ہیں بلکتے ہیں اُسے پھر یاد کرتے ہیں اور اُسے نہ عقبی سے سروکار اور نہ دنیا

و ما فیہا سے کار و بار نہ کسی سے کوئی غرض و مطلب نہ کچھ درکار عقل و ہوش صبر و تحمل

ننگ و ناموس سب سے بیزار (ع) الوداع اونگ ناموس لافراق اور صبر و ہوش

اسی کا شیدا اسی کا شیفتہ اسی کا مست اسی کا متوالا اسی کا سڑی اسی کا باؤ لا اور

پکار پکار کر یوں کہتا ہوں ۵ فاش میگویم واگفتہ خود دل نشاد ۶ بندہ عشقم وا زہر و دھواں انا دم

محبت کی تعریف

لغت میں محبت (اور حب) کے معنی دوستی کے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ محبت ماخوذ ہے رجۃ سے اور رجۃ اُن بیجون کو کہتے ہیں جو زمین کے اندر ہوتے ہیں تو جس طرح وہ تخم زمین کے اندر نہاں ہوتا ہے اور اس پر بارش ہوتی ہے دتن کو آفتاب کی تابش اس پر ہوتی ہے اس کی گرمی و حرارت وہاں تک پہنچتی ہے رات کو اُس پر بڑتی ہے اور اُس کی ٹھنڈی ٹھنڈی سرایت کرتی ہے موسم سرما و موسم گرما کا دور ہوتا ہے غرض زمانہ کی اُلٹ پھیر میں رہتا ہے مگر وہ تخم متغیر نہیں ہوتا اور ثابت قدم رہتا ہے یہاں تک کہ (جب اُس کا وقت آتا ہو تو) اُگتا ہے اور اُس میں پھول لگتے ہیں پھر پھل لگتے ہیں۔ یہی حال محبت کا ہے جس دل میں اس کی تخم ریزی ہوئی اُس پر درد و غم کی گھٹائیں چھا جاتی ہیں رنج و محن کی بارش لعنت و ملامت کی بوجھا رہوئے لگتی ہے باد صبا کی طرح ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھی چلتی ہے ہر سوز و حسرت سے جی بھی جلتا ہے اندرونی حرارت سے گرم گرم آہیں بھی نکلتی ہیں اور رنج و بلا کی موسلا دار بارش ہو کر درد و الم کی گھٹا کھل بھی جاتی ہے اور آسمانِ دل سینہ بے کینہ یا شیشہ کی طرح غم سے بالکل صاف ہو جاتا ہے اور وصل یار کا خوشنما منظر نظر آنے لگتا ہے اور وصلِ دلدار کی لذتیں بھی حاصل ہوتی ہیں اور لقاءے جانان سے دل کو راحت اور شربت وصل سے قلب کو فرحت بھی ہوتی ہے اور محب کے حالات انقلاب زمانے کے ساتھ پلٹا کھاتے رہتے ہیں کبھی رنج بھی ہو کبھی خوشی بھی ہو کبھی یار کی سحر و نو کا زمانہ گذرتا ہے کبھی دلدار کی گرجو شیون اور مہر بانوں کا زمانہ اُس پر گذرتا ہے یہ سب کچھ ہوتا ہے مگر (محبت کی) محبت متغیر نہیں ہوتی۔

اب از روئے اصلاح و استعمال اس کی تعریف میں لوگوں کا بہت اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ محبت جمیع امور میں محبوب کی موافقت اور اُس کی پیروی اور اطاعت کرنے کو

کہتے ہیں کوئی کہتا ہو کہ محب کا محبوب کی ذات و صفات میں فنا ہو جانے کا نام محبت ہو۔ کسی نے کہا ہو کہ دل سے ماسوائے محبوب کا محو ہو جانا اس کا نام محبت ہے بعض کہتے ہیں المعروفہ ناز و المحبتہ ناز فی ناز معرفت آتش ہو اور محبت آتش در آتش ہو کوئی کہتا ہو کہ المحبتہ ہی المشوق الی المحبوب دل کا محبوب کا طالب و مشتاق ہونا۔ بعض کہتے ہیں کہ محبوب کا خواہان و جوہان اور اُس کے ذکر میں رطب اللسان رہنا اس کو محبت کہتے ہیں۔ حضرت ابوبان نزیہ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (و) محبت کم پنداشتن بسیار از نفس خود و بسیار پنداشتن کم از حبیب است (پھر فرماتے ہیں) محب صادق اگر بذل کند برے محبوب خود جمیع انچہ کہ فتادوست بران کم پندارد آتزا و شرم دارد و اگر بیا بد از محبوب خود اندک چیزے بسیار می پندارد۔۔۔ بعض کہتے ہیں کہ محبت کے معنی یہ ہیں کہ محب اپنے تمام اشیاء کو محبوب کو بخشدے حتیٰ کہ ابلے کے پاس کوئی چیز اُسکی نہ رہے۔ لیکن یہ سب تعریفیں در حقیقت محبت کے علامات و آثارات (اور بعض مقامات) ہیں نہ تعریف محبت بلکہ حسب وضع علماء نے محبت کی تعریف یوں کی ہو کہ دل کا کسی کی طرف مایل ہونا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم جلد تاسع کتاب المحبتہ والشوقین بڑی مبسوط تقریر کی بخیر میں فرماتے ہیں فالحب عبارة عن میل بطبع الی شیء فان تأکد ذالک المیل وقوی سببی عشقاً، (ترجمہ) حب کی تعریف یہ ہو کہ طبیعت کا میلان کسی ایسی شے کی طرف جو انسان کو بھلی معلوم ہو پھر یہ میلان جب ہو کہ اور قوی ہو گیا تو اُس کو عشق کہتے ہیں۔

محبت کیوں پیدا ہوتی ہے؟

محبت کیوں پیدا ہوتی ہے؟ اسکی وجہ مجملات میں اپنے رسالہ حُب رسول میں لکھ چکا ہوں اب یہاں پر کسی قدر تفصیل سے سنئے۔ محبت پیدا ہونے کی دو وجہیں بیان کیجاتی ہیں۔ ایک تو حسن و خوبی عام اس سے کہ ظاہری حسن و خوبی ہو یا باطنی اور اُس کا ادراک جو اس خمسہ سے ہو یا عقل و دانش سے۔ (ظاہری حسن و خوبی (جس کا ادراک جو خمسہ سے ہو

کی مثال) جیسے صورت جمیلہ اسکا ادراک حواس باصرہ (یعنی آنکھ) سے ہوتا ہے۔ اور جیسے صوت حسنہ اسکا ادراک حواس سامعہ (یعنی کان) سے ہوتا ہے اور جیسے مشک وغیرہ اور تمام عطریات اسکا ادراک حواس شامہ (یعنی ناک) سے ہوتا ہے۔ اور جیسے غذائیں اسکا ادراک حواس ذائقہ (زبان) سے ہوتا ہے اور جیسے چیزوں کی نرمی و گدراہٹ اسکا ادراک حواس لامسہ (چھونے) سے ہوتا ہے۔ یہ سب چیزیں انسان کو مرغوب اور محبوب ہوتی ہیں۔ اسکے ثبوت میں صادق و مصدق صلعمہ کا قول صادق حَبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا الطَّیِّبُ وَالنِّسَاءُ موجود ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ مجھے دنیا کی دو چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں تو میں عرض کر چکا ہوں کہ طیب (خوشبو) سے حواس شامہ کو حظ ہوتا ہے اور اسکا ادراک اسی سے ہوتا ہے۔ اور نساء (عورتوں) سے حواس باصرہ اور لامہ (بلکہ تھوڑا تھوڑا ہر حواس) کو حظ ہوتا ہے۔ اور ان دونوں چیزوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبوب فرمایا ہے اور (باطنی حُسن و خوبی کی مثال) جیسے علم و فضل زہد و تقویٰ فقر و درویشی وغیرہ اسکا ادراک عقل و دانش سے ہوتا ہے۔ اور محبت کی دوسری وجہ احسان ہے یعنی احسان و کرم کی وجہ سے دل میں محبت پیدا ہو گئی ہو۔ یہ دو چیزیں۔ (حسن احسان) ایسی ہیں جو انسان کو خواہ مخواہ اپنی طرف جھکا دیتی ہیں انسان تو انسان حیوان بھی غلام بن جاتا ہے اور رہاں حیوانوں کے دلوں میں بھی محبت کا مادہ ضرور ہوتا ہے چنانچہ اکثر کمٹوں اور عرب کے گھوڑوں اور ہاتھیوں کی محبت آمیز واقعات مشہور ہیں۔ شیر جو سب سے زیادہ غصیلہ اور ہیبت ناک و جبری جانور ہے اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دستی کے نازک تعلقات اسکے سخت دل میں

۵۷
 ہمارے ہندستان میں ان دونوں
 عورتوں کی جی پین کی محبوبیت کی زیادہ قابل مین
 اور عطران بھی اسی سڑن کے عالی دھج
 کے پورے میں مولانا غلام علی گلبرائی
 دیکھا جس کا زمانے میں ان
 ان دونوں کا ہند میں خاصہ پاکند
 اس وقت میں خاصہ ملوہ
 بھٹ کو تشبیم عشق میں
 بھٹ کے ساتھ کھا اور اس کے
 بھٹ میں ہنیری دلیین بھی
 پیش کی ہیں

نہونے اُسکے دل میں بھی محبت کا مادہ ضرور ہی چنانچہ اسکا ایک تعجب خیز واقعہ
ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اندر اگلے ایک غلام تھا اور اُس زمانہ میں مالک اپنے غلاموں کے ساتھ بڑی
طرح پیش آتے تھے اندر اگلے بھی جب اپنے مالک سے تنگ آگیا تو ایک روز موقع پا کر
جنگل کو بھاگ کھڑا ہوا یہ جنگل میں قن بہ تقدیر چلا جا رہا تھا کہ اُسکو ایک شیر نظر آیا جو تکلیف
کی وجہ سے بڑا کراہ رہا تھا اندر اگلے جان سے تو بیزار ہی تھا شیر کے نزدیک گیا تو
اُسے معلوم ہوا کہ اُسکے پیر میں ایک بڑا کانٹا چبھا ہوا ہے جسکے باعث سے اُسکا بچہ
درم کر آیا ہے اندر اگلے کو اُسپر رحم آیا اُسنے کانٹا شیر کے پیر سے نکالا اور جو تہہ پیر میں
اُس سے ہو سکین زخم کے درست کرنے میں کین۔ چند روز میں شیر بالکل اچھا ہو گیا
اور یہ دونوں مثل دو دوستوں کے بسر کرنے لگے۔ شیر ہر روز خکار کر کے لاتا
اور جب تک اندر اگلے اس میں سے کچھ نہ کھاتا وہ کچھ نہ کھاتا یہ دونوں اسی طرح ایک
عرصہ تک بسر کرتے رہے اور اندر اگلے اس جنگل کے بادشاہ کی وجہ سے بالکل محفوظ
رہنے لگا ایک روز جب یہ ادھر ادھر بھڑہا تھا چند آدمیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور
اور اسے شہر کی طرف لے گئے اُس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جب کسی ملزم کی جان لینے منظور
ہوتی تو ملزم کو ایک وسیع میدان میں کھڑا کر کے اس پر ایک بھوکھا شیر چھوڑ دیا جاتا تھا
اندر اگلے کا بھی یہی حشر ہوا اور وہ اُسے میدان میں کھڑا کر کے ایک گرسنہ شیر جو حال میں
گرفتار ہو کر آیا تھا اس پر چھوڑ دیا گیا شیر بہت غضبناک ہو کر اُسپر حملہ آور ہوا۔ لیکن جب قریب
آیا اور اندر اگلے کی صورت دیکھی تو اسکے پیروں پر لوٹنا شروع کیا۔ تا شاید یوں کو جیسے
کچھ حیرت ہوئی ہوگی وہ ظاہر ہے جب لوگوں نے اس واقعہ کو دریافت کیا تو معلوم ہوا
کہ یہ وہی شیر تھا جسکے پیر کا کانٹا اندر اگلے نے جنگل میں نکالا تھا۔ شہر کے گورنمنٹ نے
اندر اگلے کا قصور معاف کیا اور شیر اُسکے حوالہ کیا اور یہ مدتوں تک دونوں آپس میں

بہشتی جزئی سے منسوب ہوا ہے

اچھی طرح بسر کرتے رہتے۔ بس اس سے ظاہر ہو کہ جانوروں میں بھی دوستی کا مادہ ضرور ہے اور خدا نے انکو بھی اس بیش بہا عطیہ سے سرفراز کر رکھا ہے۔

غرض یہ دونوں (حسن و احسان) وہ جادو ہیں کہ ہر کسی کو شیشہ میں آئینہ بنیگا ہے کو رنگ نہ کر لیں دشمن کو دوست بنالیں۔ بالخصوص حسن! یہ وہ دربارے عالم ہر کہ تمام شاہان جہان اسی پر جان دیتے ہیں اسی کے تعویذ گنڈے نے عالم کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے سارے جہان میں اسی کا بول بالا ہے وہ ہر دل عزیز ہے کہ عاشقان جانا داسی کا کلمہ پڑھتے ہیں اسی کا دم بھرتے ہیں؛ معشوقان طناز اسی پر فزوننا کرتے ہیں اسی پر گھمنڈ کرتے ہیں؛ حضرت عشق اسی کی غیر مناتے ہیں انکا وجود و عدم اسی کے دم سے ہے۔ خداوند کریم نے یوں تو ہمیں کھوکھا اور کمرورہا نعمتیں عنایت فرمائیں جبکا شمار ناممکن ہے اور نعمتیں بھی ایک سے ایک اور سب قابل قدر ہیں مگر (حسن) ایک عجیب نعمت غیر مترقبہ ہے جسے اُس جمیل جان نے اپنے گنجینہٴ اہل اللہ جمیل و محبوب لجمال سے ہمیں مرحمت فرمائی اس نعمت کا مقابلہ کوئی نعمت خداوندی نہیں کر سکتے یہ خداوند کی نعمتوں میں سے ایسی نعمت ہے جیسے ستاروں میں چاند یہ وہ فرید دہر ہے کہ دنیا میں کوئی شے اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی یہ وہ یکتائے روزگار ہے کہ عالم میں اسکا ثانی چراغ لیکر دھونڈھنے سے بھی نہ ملے غرض یہ عجیب درجے کا ہے۔

حسن و احسان یہ دونوں باتیں بالآخر اُس وحدہ لا شریک ہی کے ذات میں پائی جاتی ہیں اسی لیے محبوب حقیقی اُسے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ مینے یہ مسئلہ رسالہ حب رسول میں مفصلاً بیان کیا ہے من شاء فلیطالع (جسکا جی چاہے اُس میں دیکھلے۔

اور باہد یگر انسان کو جو الفت و محبت یا عشق ہو جاتا ہے اسے عشق مجازی کہتے ہیں۔ جنس کا جنس کی طرف میلان طبعی ہے اُسکو کوئی روک نہیں سکتا اور سچی محبت کبھی جھوٹ نہیں سکتی بقول مرزا داغ

آتی ہو تو اگر یہ قیاس نہیں جاتی
دل جاتا ہو دل سے تری اُلفت نہیں جاتی
مجمور ہوں میں اسکی محبت نہیں جاتی

بلکہ محب یہ چاہتا ہے کہ یہ میری محبت اور زیادہ ہو اور یوں بولتا ہے خسرو۔

اتم از بے دلی بیچارہ شد بیچارہ تر بادا
کہ این آوارہ کوئے بتان آوارہ تر بادا

مجنون کو جب لوگ بیت اللہ لے گئے اور غلاف کعبہ اُسکے ہاتھ میں دے کر کہا کہ دعا کر کہ الہی لیلیٰ کا سودا میرے سر سے دور ہو جائے اور اُسکے دام گیسو سے میرے طائرِ دل کو

دست برداشت ان زمان مجنون مست

میتوانی کرد و صد چند ان کنی
اور محب (اپنے خیال میں) درداقت

اور سوزِ محبت کسی وقت اگر ذرا بھی کم پاتا ہو تو مضطر و پریشان اور تالان و گریبان ہوتا ہے مگر بائیمہ (کہ کوئی رشتہ محبت قطع نہیں کر سکتا اور کسی طرح وہ چھوٹ نہیں سکتی لیکن) محبت کے لیے لعنت و طامت اور رسوائی و ذلت اور لوگوں کا اس محبت کے قطع کر دینے پر تل جانا اور محب کو ستانا (یہ سب باتیں) بھی پروردگار نے لازم کر دی ہیں۔

حق تعالیٰ کے کچھ عجب کارخانہ ہیں بڑے بڑے عقلا اور علما اسکے کارخانوں کو نہیں سمجھ سکتے اور انکی تہ تک نہیں پہنچ سکتے اپنے کارخانوں کا عالم وہی عالم الغیب ہے۔ عروج و سوز ملکوت خویش خسروان دانند۔ لکھا ہو کہ جب وہ شخصوں میں آپس میں محبت ہوتی تو ضرور ہر کونکے درمیان بعض صفات میں اتحاد ہوگا۔ **ثُمَّ أَتَيْنَا بِهَا دَلَالًا وَبَيِّنَاتٍ لِّفِي تَبَعِضِ الصِّفَاتِ** (خلاصہ) تم ایسا نہیں پاؤ گے کہ دو آپس میں محبت کرتے ہوں اور ان میں کسی صفت میں اتحاد نہ ہو بلکہ کسی صفت میں دونوں متحد ہوں گے۔ بقراط سے کسی نے ایسے شخص کے بارے میں

دنیا میں اگر جو کوئی کسی پر عاشق ہو جاتا ہو اُسے یوں سمجھنا چاہیے کہ اُس عالم کی لگی ہوئی آگ اس عالم میں آکر پھڑک اُٹھی۔ محب کے سر میں خداوند غرورِ جبل اُسی عالم سے اُسکے محبوب کا سودا دے رکھتا ہو اور دل کا تعلق اُسی وقت سے ہوتا ہو۔

نشان بر صفحہ دہستی بنود از عالم و آدم

اب بھلا اُسکا کیا قصور ہو اس پر اس قدر لعنت و ملامت کیوں ہوتی ہے؟
 ذرا غور کرنا چاہیے کہ عاشق کے دل میں محبت تو یوں ڈال دی مگر ساتھ اسکے اسکے واسطے طرح طرح کی بلائیں اور مصیبتیں بھی پیدا کر دین اور درد و غم و رنج و الم و حسرت و یاس ایسہ و تنہا کی فوج بھی اُسے عطا کر دی۔ محبت کے لیے یہ سب لازمی ہیں بغیر انکے محبت کا وجود گویا متمنع ہو۔ کہتے ہیں کہ محبت کی غذا ہی رنج و بلا ہو اور چیزیں تو رنج و مصیبت میں نیست و نابود ہو جاتی ہیں محبت وہ بلا ہو کہ انکے ساتھ ہی ساتھ ترقی کرتی رہتی ہو۔
 لوگوں نے کہا ہے کہ اول لفظ جو لوح محفوظ میں لکھا گیا لفظ ”محبت“ ہے، ہر ب کا نقطہ ن کے نقطہ متصل ہو گیا لفظ محبت محنت ہو گیا محبت و محنت میں فقط نقطہ کا فرق ہو اگر غور کیا جائے تو دونوں ایک نظر آئینگے۔ اور حضرت مخدوم صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں ”چون شبانہ محبت انما شیانہ بر پرید برعوش رسید عظمت دید در گذشت بر کوی رسید وسعت دید در گذشت بر آسمان رسید رفعت دید در گذشت بر خاک رسید محنت دید فرود آمد گفتند عجبا جنین گفت من محبتم و او محنت است میان ما بنقطہ تمیز بود“۔ بات کہان سے کہان جا بڑی اور اصل مطلب رہا جاتا ہو وہ یہ کہ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ غیر جنس سے محبت نہیں ہو سکتی بلکہ محبت جب ہوگی تو جنس کو جنس کے ساتھ اور اسی بنا پر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان خداوند تعالیٰ سے محبت نہیں کر سکتا کیونکہ وہ میری جنس نہیں بلکہ اُسکی محبت یہی ہو کہ اُسکی اطاعت و فرمان برداری کریں۔ امام غزالی اور مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہا نے اپنی اپنی کتابوں (احیاء العلوم اور مکتوبات) میں یہ بحث خوب لکھی ہے اور ثابت کیا ہے کہ بندہ خدا سے اور خدا بندہ سے عشق و محبت (کرنا ہے اور) کر سکتا ہے

تو محبت محبت دو طرح کی ہوئی ایک جنس کی جنس کے ساتھ دوسرے غیر جنس کے ساتھ یا اسی کو یون کہیے کہ عشق حقیقی و عشق مجازی عشق حقیقی وہ جو بندہ کو خداوند کے ساتھ ہو اور مجازی وہ جو جنس میں با یک دیگر ہو۔ عشق مجازی اکثر عشق حقیقی کی طرف منتقل ہو جاتا ہو اسی لیے عشق مجازی عشق حقیقی کا زینہ کہلاتا ہو۔ فقرائے کالمین میں یہ قوت ہوتی ہو کہ عشق مجازی کو عشق حقیقی کی طرف رجوع کر دیں۔ چنانچہ ایسا طور میں آیا ہو بہتیرے بزرگان دین ایسے گزے ہین جنکو (اس عالم میں) کسی ایک سے عشق تھا اور اکثر اکابرین حسن پرست گزرے ہین وہ کیا تھا دُاُنھوں نے عشق مجازی کو زینہ عشق حقیقی بنایا تھا اسی ذریعہ سے اُنھوں نے وہاں تک صعود کیا اور یہ حسن پرستی اور عشق اُنکا پاک اور اللہ ہوتا تھا وہ مصنوع سے صانع کو پہچانتے تھے درحقیقت خدا ہی کا عشق تھا مولانا کے اس شعر کی پورے مصداق وہی تھے ۵ عاشق صنع خدا با فرود

عاشق مصنوع او کا فرود نہ ایسا کہ جیسا (بالعموم) ہمارے زمانہ کا عشق اور حسن پرستی ہو۔ کچھ عرصہ ہوا کہ (جب میں کسی دوسرے شہر میں تھا) ایک سالہ میری نظر سے گزرا لکھا تھا عشق اُسکو ہوتا ہو جسے شہوت نفسانی خواہش انسانی زیادہ ہو عشق کا مادہ جبین ہو او وہ شرابی کبابی زانی فاسق فاجر رند ہوتا ہو۔

این! مقدس عشق کی یہ تعریف کیا سچ مچ ایسا ہو نہیں نہیں محض غلط حضرت عشق پر سراسر افتراء اور اُسکے پاک اور ستھرے دامن پران مجس لفاظ کا وہبہ لگانا ہو! پھر یہ تعریف کیون کی گئی۔ آہ ہمارے زمانے کے حُسن پرست (نہیں بلکہ شہوت پرست) علمای کبار اور عاشق مزاج عوام متصوفین ابراہیم کی نخس ای تو بہ مقدس فِات بایرکات یا شعرے زمانہ و حوْلَم تَعْمُوْکُوْنَ مَا لَا تَقْطَعُوْنَ کی ماصدق علیہ ہین) کی تک بندیوں کی بدولت کی گئی

اور حضرت عشق سے کہنے والے نے یون کہا ۵ جامی چلائی نئی از پاک دامن
بر خرقہ تو نیمہ رخ شرابیت ہاے ہاے۔ جسکے سر میں اسکا سودا ہوا وہ تو ان جھگڑوں سے

پاک ہو کر کیسو ہو جاتا ہو اُسے تو ایک دھن سے فرصت نہیں کہ دوسری طرف ملتفت ہو محبت خواہش نفسانی پر موقوف نہیں یہ تو ایک ریشمی بندہ بن کہ ایک ل کو دوسرے دل سے باندھ دیتا ہو۔ یہاں پر میں زیادہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا میں ایک کم علم طالب علم ہوں کیا عجب ہو کہ انھوں نے اپنے اور مکاشفات سے اپنے لیے اس عشق و حسن پرستی کو جائز ٹھہرا لیا ہو۔ مگر اتنا اور بھی کہہ دینا ضرور ہو کہ میں نے جو عشاق کو معذور و بے قصور ثابت کیا ہو تو کیا اسی خیالی بلاؤ بیکانے والے شعرا۔ محبت کا جھوٹ دعویٰ کر کے پھانس لینے والے نفس پرست۔ عوام عوام حسن پرست متصوفین۔ عاشق مزاج علماء وغیرہم کٹھن بھی مراد ہیں! نہیں نہیں جاننا دکلا ارے یہ تو بڑے سکار ہیں! توبہ توبہ میں بھاک چلا تھا انکے حق میں مجھے اسی قدر کہنا چاہیے کہ بد جہم الرحمن و مجید ہم و محفظ الناس عن کید ہم محبت کی دو صورت ہو محبت ہو جانا اور محبت پیدا کرنا پہلی صورت میں تو مجبوری اور معذوری ہی رہی دوسری صورت تو یہ آپ اپنی جان کا دشمن ہونا ہو اور شیر کے منہ میں اٹنگلی دینا ہو۔ اور حضرات مذکورہ صدر تو نہ انہیں ہین نہ انہیں ہین محض جعل و فریب ہو۔

محبت کی علامتیں

محب صادق کی پہچان اور سچی محبت کی علامتیں بہتری ہیں۔ منجملہ انکے محبوب کی اتباع اور اسکی اطاعت ہو کیونکہ جو جسکا محب ہوتا ہو اسکی اطاعت میں بسر و چشم حاضر رہتا ہو اور تعمیل حکم اپنا فخر سمجھتا ہو (مثل مشہور ہو) مطیع یا رہونا دل سے الفت کی نشانی ہو۔ ورنہ دعویٰ الفت و محبت غلط اور عاشقی محض جھوٹ اور جعل و فریب ہو۔

عاشقی حبست بگو بندہ جانان بودن | دل بدست دگر دادن و حیران بودن

عاشق کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی خاطر اپنا دل دے دے اور حیران ہو جائے۔ اور محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی اطاعت میں بسر و چشم حاضر رہتا ہو اور تعمیل حکم اپنا فخر سمجھتا ہو (مثل مشہور ہو) مطیع یا رہونا دل سے الفت کی نشانی ہو۔ ورنہ دعویٰ الفت و محبت غلط اور عاشقی محض جھوٹ اور جعل و فریب ہو۔

عاشق کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی خاطر اپنا دل دے دے اور حیران ہو جائے۔ اور محبت کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے محبوب کی اطاعت میں بسر و چشم حاضر رہتا ہو اور تعمیل حکم اپنا فخر سمجھتا ہو (مثل مشہور ہو) مطیع یا رہونا دل سے الفت کی نشانی ہو۔ ورنہ دعویٰ الفت و محبت غلط اور عاشقی محض جھوٹ اور جعل و فریب ہو۔

حضرت مخدوم ملک فرماتے ہیں دیکھ اذعلامات محبت آنست کہ بطاعت او تنعم نماید
و آخر اگر ان نشتر دوازده ساقط شود چہ عاشق سعی نمودن در ہوا و معشوق خود گرا
نشتر دو خدمت اور ابدل لذیذ داند اگر چہ بر تن او گراں بود ما۔

محبوب اگر محب سے کہے کہ پہاڑ یا کسی بلند سی سے یا آگ میں کود جاؤ ستند رہیں
غوطے لگاؤ (اگر چہ پیرا کو نہ ہو) پہاڑ کھو ڈالو سڑک کی ٹھیکریاں چنو جسم کے کسی
عضو کو جدا کر دو فلان شرکھا لویا پیلو (گو ہلاکت کا خوف ہو یا کھائی نہ جاتی ہو) وغیرہ
وغیرہ تو عاشق صادق مستعد ہو جائیگا اور حکم و ارشاد بجالانے کے لیے کمر بستہ مضبوط
باز ہلکرا اگر معشوق نہ روکے تو ویسا ہی کر بیٹھے گا بہتر ہے سچی حکایات و قصص کی شہادت میں سچو
اور محبت کی علامتوں میں سے محبوب کی یاد اور اسکا ذکر کرنا ہو کیونکہ عاشق تو اپنے
معشوق سے کسی آن بھی غافل نہیں رہتا بلکہ ہر لحظہ اُسی کی یاد میں رہتا ہو
اور ایک لمحہ کی غفلت کو بھی وہ بہت بڑا گناہ سمجھتا ہو بقول کسی کے ۵

یہاں یاد غیر شرک ہو غفلت گناہ ہو	زاہد کی اور راہ مری اور راہ ہو
----------------------------------	--------------------------------

اور عاشق اپنے معشوق کے لیے ہمہ دم ہمہ تن شوق رہتا ہو عاشق کی آنکھیں معشوق
کی دیدار کی مشتاق رہتی ہیں عاشق کا کان معشوق کی میٹھی میٹھی باتیں سننے کا متمنی
رہتا ہو عاشق کا ہاتھ معشوق کا دامن بکھر کر عرض حاجت کر لے کی آرزو رکھتا ہو عاشق کا
لب معشوق کے دست نازنین اور لب شیرین پر بوسہ دینے کی تمنا رکھتا ہو عاشق کا
پیر معشوق کے گلی کو چہ بین بھرنے کا اشتیاق رکھتا ہو وغیرہ وغیرہ شرط عاشق کا
تن میں سبھی خیال یا زمین مشغول رہتا ہو۔ سید العاشقین (سیان) مجنون (صاحب)

کے درد زبان ہمہ دم لیلی کا نام رہتا تھا ۵	ورد زبان و سونس چانست نام دوست
---	--------------------------------

یکدم نمی شود کہ مکر رہنے شود
اور ہر گھڑی اُسی کا ذکر کرتا اور اُسی کے
دھیان میں رہتا اُسے کسی سے واسلے کی بھی ضرورت نہ تھی بلکہ۔ ۵

حکایت اس کے از ازل خویش	بہر شب باد و دیوار گویم	کا مضمون تھا۔ چنانچہ ایک
حکایت اس کی بیان پر نقل کرتا ہوں۔ مثنوی		دید مجنون را یکے صحرانورد
در بیان غمش بنشستہ فرد	ریگ کا غذبہ و انگشتان قلم	مینوید بہر کس نامہ رقم
گفت ام مجنون شیدہ صیت این	می نویسی نامہ بہر کسیت این	گفت مشق نام لیلے میکنم
خاطر خود را تسلی میدہم	لیتنی کنت طبیباً حاذقاً	کنت امشی نحو لیلی صادقا
اور منجملہ علامات محبت کے محبوب کی ندیم و ہمچلیس اور اس کے اعزاء اور اس کے خدام و موالی کی محبت و عظمت اجماعی معشوق کے در کا گنگا بھی عاشق کو پیارا اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔		
مجنون کی نقل آپ نے نہیں سنی: مولانا فرماتے ہیں۔ مثنوی		ہمچو مجنون کو گئے را میںوخت
بوسہ اش میداد بیش سیکدخت	گردا و میگشت خاضع در طواف	ہمچو حاجی گرد کعبہ میگزاف
ہم سر و پایش ہی بوسید و ناف	ہم ہلاب شکرش می داد و ناف	بولفضولی گفت کامی مجنون غلام
انچہ شیدہ ستانیکہ می آرمی اہلام	گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن	اندرا بنگر تو از چشمان من
کاین سلم بستہ مولاست این	پایان کو چہ لیل است این	اشد اللہ! محبت اسکو کہتے
ہیں اور عشق اسکا نام ہے!	از انجملہ محبوب کے دیار و جوار کی محبت و تعظیم۔ سر دفتر ہاتھ	
مجنون کو لوگ جب کعبہ شریف میں لے گئے تو مجنون کعبہ کے گر گھومنے لگا لوگ سمجھے طواف کرتا ہے جب دیکھا کہ برابر گھوم ہی رہا ہے تو کہنے لگے یہ کیا حرکت ہے بیت اش کی عظمت بھی ترے دلمین نہیں! مجنون چونک پڑا اور کہنے لگا کہ بیت اش ہی میں سمجھا میری لیلی کا گھر ہے لا الہ الا اللہ! ایک معشوق نے اپنے عاشق سے سوال کیا کہ تو تو بہتر ہے مہر دن میں پھر اہر! انہیں سے کونسا شہر سب سے اچھا تو نے پایا عاشق نے جواب دیا جس شہر میں میرا دل ہے میرا شہر		
پس کد امی از انا خوش ترست	گفت ام معشوقے بعاشق کا یفتی	تو بغرب دیدہ بس شہر ہا
باتو زندان گلشن است او دلہا	گفت آن شہر یکہ در کو دلہرست	باتو دوزخ جنت است ام جان فزا
	ہر کجا تو باسنے من خوش دلم	در بود در فقر گو رہے منزل

خوشتر از ہر دو جان آنجا بود کہ مرا با تو سر و سودا بود اورنجملہ علامات محبت کے محبوب کے آثار و ملبوسات کی حرمت و عظمت۔ محبوب محبوب کے نشان پانچ تار ہوتا ہے بقول حافظ

بزمیکہ نشانے کف پاسے تو۔ بود | سالہا سجدہ صاحب نظر آن خواہد بود

تو بھلا اُسکی ملبوسات کیونکر نہ متبرک اور عزیز ہوگی؛ اور انجملہ محبوب کے دیدار کی تمنا اور اُسکے لقا کا شوق۔ کیونکہ محب ہر لحظہ اپنے محبوب کی قربت اور اُسکی لقا چاہتا ہے اور اُسکے چمنستان حسن کی سیر کرتا رہنا چاہتا ہے کیونکہ محب کے نزدیک محبوب کی ایک گھڑی کی جدائی بھی صد سال سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ مگر آہ ایسی قسمت عاشقوں کی کہان ہوتی ہے اور عاشق کی جو دلی تمنا ہوتی ہے وہ کہان جلد پوری ہوتی ہے اسی لیے

کسی داغدار طبیعت دالے نے کہا ہے | دولت نہیں ملتی ہے کہ عزت نہیں ملتی

جس چیز کی طالب ہے طبیعت نہیں ملتی | محب صادق کو جیون جیون لقاے یار

ہوتی جاتی ہے شوق بڑھتا جاتا ہے بقول داغ | کیا ذوق ہے یا شوق ہے سو مرتبہ دیکھو

بھر بھی یہ کون جلوہ جانان نہیں دیکھا | یہ علامتیں ہیں الفت صادقہ اور محبت کاملہ

انکی نظیر دن کے لیے عشاق کی بہتری حکایتیں موجود ہیں۔ مگر عاشق مزاجوں کے لیے مثال کی کوئی ضرورت نہیں حضرت دل سب بتا دیتے ہیں اور محبت کل کا سبق بڑھا دیتی ہے۔

محبت کے اقسام و مدارج

لوگوں نے محبت کی بہتری تقسیم کی ہے چنانچہ بعضوں نے لکھا ہے کہ اسکے گیارہ درجے ہیں۔

مُوافقت میل مونسیت مودۃ ہوی خلّت
محبت شفقت تیمم ذلہ عشق

مُوافقت

یار کے دشمنوں کو دشمن اور اُنکے نام لیاؤن کو اور دوستوں کو پیارا اور دوست رکھنا اور اُسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا۔

موانست

یار کے سوا سب سے بیزار اور یار ہی کا ہمہ دم جو یان و طلبگار رہنا۔

مَوَدَّة

یار کے خیال میں (خلوت دل میں) ہمہ دم مشغول رہنا اور اشتیاق و بقراری و جزا و زاری کرنا۔

ہوای

دل کو ہمیشہ طلب پار میں کوشاں رکھنا۔

خلت

تن میں جسم و جان سب کو یار کے لیے وقف کر دینا اور غیر سے بالکل خالی رہنا۔ فرد
کروہام خالی حریم سینہ را از غیر تو بر تنائے کہ روزیہمان سازم ترا

شغف

غایت حرارت شوق سے حجاب کا دور در میان محب و محبوب کے ہو اٹھ جانا اور سوز نہانی
سے آنسوؤں کا خشک ہو جانا اور کسی پر اس از کا ظاہر نہونا مگر بغایت غلبہ۔

یتم

اپنے کو محبت کا بندہ بنا دینا اور ظاہر و باطن کو یار کے مجرد کر لینا۔

دلہ

آئینہ دل کو ہمہ دم جمال یار کے مقابل رکھنا اور وہ مرتبہ حاصل کر لینا کہ

دعا

دل کے آئینہ میں تصویر یار | جب ذرشتی گردن جھکائی دیکھ لی

اور روئے یار کا والد و شیدا اور گیسوئے دلدار کا اور نرگس بیمار کا مریض ہونا۔

عشق

خیال یار میں آپ کو بے نام و نشان کر دینا اور بے قرار و ناتوان ہو جانا۔
اور بھی بہتری تعریفیں مختلف انواع سے عشق کی گئی ہیں مگر حق یہ ہے کہ اس سے حرفی

لفظ کی پوری حقیقت سے کوئی وقفیت نہیں رکھتا اور اسکی پوری ماہیت کوئی نہیں بتا سکتا۔	
عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا جائیے	اُس طرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا جائیے
بعضے شراب عشق کے متوالے یوں کہ اُٹھے کہ عشق نہ لہر تفع فی القلب فتحق ماسوی	
المطلوب (ترجمہ) عشق ایک چنگاری ہے کہ جسکے قلب میں چڑے بس ماسوا مجہوب کے	
کل چیز دن کو جلا دیتی ہے اور بعضے گھبرا کر یوں بول اُٹھے کہ العشق ہوا شد (عشق اشد ہی	
کا نام ہے)۔ اور بعضے یوں کہتے ہیں کہ طوفان رنج و محن اور دریائے بلا و غم کا نام عشق ہے	
اور شیخ مینا فرماتے ہیں کہ عشق شوق ہے عشق سے اور عشق ایک گھانس ہے کہ جس	
ورخت کی ٹھنی سے لپٹی ہو اُسے بالکل خشک ہی کر دیتی ہے اور خیال دلدار میں اسے	
بالکل محو کر دیتا ہے اور اُسکا تمام جسم لاغر و ناتوان اور قلب منور و روشن ہو جاتا ہے غرض	
کیا بتاؤں تمہیں کیا ہے عشق	آفت و قدر ہے بلا ہے عشق
اور بقول امانت	
عشق وہ گل ہے کہ دامن میں جسکے سوخا	عشق وہ نخل ہے جس میں نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ میوہ ہے جس میں لذت زہار	عشق وہ باغ ہے جس میں کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہے جس میں پتا دیکھا	
عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتا دیکھا	
یہ وہ ہے کہ قری کا گے دل ناشاد	یہ وہ شمشاد ہے جسکے ہیں گرفتار آرزو
یہ وہ ہے کہ پابند ہیں جسکے صیاد	یہ وہ صرصر ہے ہوا خواہ ہیں جسکے برباد
یہ نفس ہے کہ دم بند ہے انسانوں کا	
یہ وہ دانا ہے کہ دل آب ہو نادانوں کا	
یہ وہ دریا ہے کہ جسکے نہیں ساحل کا پتا	یہ وہ ساحل ہے کہ لب نشہ ہیں جسیر صدا
یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تیر گرداب بلا	یہ وہ قطرہ ہے کہ لاک پل میں بنے سیل فنا
یہ وہ ہے سوج کہ خنجر کی روانی دکھلاے	

یہ وہ ہو گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلاے	
حق میں جاں بازوں کے بیٹھی یہ چھری ہو اکثر	جان شیریں کے لیے نہر ہو یہ قند و شکر
حام شربت کا ہو پہلے تو یہ شور یہ اثر	تلخے مرگ ہو آخر کو زبان کے اوپر
یہ وہ مصری کی ڈلی ہو کہ نبات اس سے کرے سکھیا کھا کے مرے اسکو زبان پر نہ دھرے	
یایون خیال فرما بقول مرغ	عشق نعمت ہو آدمی کے لیے
عشق کیا ہی بہار دیتا ہو	یہ دلون کو ابھار دیتا ہو
یہ دلیروں کو شیر کر تا ہو	دل بنا ہو اسی مزے کے لیے
عشق کا درد راحت جان ہو	عشق کا زہر آبِ حیات ہو
عشق سانچے میں ڈھال دیتا ہو	یایون ملاحظہ فرمائیے بقول حضرت شاہ نعیم عطا صاحب سلوٹو
عشق سے لطف زندگانی ہو	عشق سے عیش جاودانی ہو
جو نہیں چھپتا ہو وہ رازی	یہ سنا تا ہو غیرت ناموس
کہ غم کو کہن نے سر پہ لیا	جان شیریں ہوئی اسی بہ فدا
مشتہ ہو فسانہ لیلی کا	ہو اسی سے سرور ہر دل جان
الامان اس سے لوگ کہتے ہیں	روز و شب ہم اسی میں ہتے ہیں
ہم اسی میں پناہ چاہتے ہیں	عشق حد بیان سے ہو باہر
غرض اسکی تعریف ہر کسی نے اپنی استعداد و حالات کے موافق کی ہو۔ العلم عند اللہ۔	
عشق کن کن صورتوں سے پیدا ہوتا ہو	
ناظرین! آپ کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ حضرت عشق کی آمد ایک طرح سے	
نہیں ہوتی ہو اور فقط صورت ہی دیکھنے سے عشق نہیں پیدا ہوتا بلکہ	
نہ تھا عشق از دیدار خیزد	بسا کین دولت از گفتار خیزد

آواز سننے سے بھی عشق پیدا ہو جاتا ہو۔ ابو تمام کی نقل ہو کہ اُنھوں نے ایک مرتبہ ایک
 کمسن عورت کو فارسی اشعار کمن سے گاتے ہوئے سُنا دل بھرک گیا اور اُسکی آواز
 اُنھیں بہت ہی مرغوب و محبوب معلوم ہوئی حالانکہ وہ اُن اشعار کے معنی نہیں سمجھتے
 تھے چنانچہ یہ دو شعر اسی بارہ میں اُنھوں نے کہے ہیں ۵
 شبت لبدی فلم حلی شجھا فلنت کانتی عمی مغنے
 ولم افهم معانی ہا وکن
 شبت لغانیات ولا یراہا

آواز زبانی تعریفیں سننے سے بھی کبھی شعلہ عشق بھرک اُٹھتا ہو اور پھر دیدار سے
 دوبالا ہو جاتا ہو اور عاشق یوں گویا ہوتا ہو ۵
 کنونکہ دید مستاحی ہزار چذانی اور عشق خواب میں دیکھنے سے پیدا ہو جاتا ہو جیسا کہ
 حضرت زلیخانے خواب میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور عشق کی
 چنگاری اُنکے قلب میں اُسی وقت پڑ گئی۔ اور تصویر دیکھنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہو
 اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ معشوق سے بہت دنوں سے ملاقات ہو اور برابر آمد و رفت
 ہو مگر عشق نہیں ہو اور کسی دن اکبار کی جو دیدار ہوے اور آنکھیں اڑیں تو یہ عشق کلیجہ کے باہر
 اور یہ عشق کسی کو توفرتہ رفتہ ہوتا ہو یعنی قلب میں محبت کی ایک چنگاری پڑ گئی اور
 وہ بڑھتے بڑھتے عشق کی بھڑکیلی آگ ہو گئی۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہو کہ اکبار کی عشق کا
 بھڑکتا ہوا شعلہ قلب میں پڑ گیا اور تن من سب کو جلا کر خاک و برباد کر دیا۔
 غرض اسکی ایک صورت نہیں کہ کوئی پورے طور سے قلم بند کر سکے۔

عاشق کے حالات

عاشق کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ ابتدائی۔ وقفی (درمیانی) انتہائی مگر انہیں

غلامانِ شعور کا
 عجز و گومین نہ سبھا
 ایسا کہ میں اُسکا
 اندھا کا ناسننے والا ہوں کہ گاتے غنائوں
 ۵
 معلوم ہو گیا کہ مادہ عشق و عورت درمیان
 درمیان عشق سے ہوتا ہو سبھا
 ۶
 ۷
 ۸
 ۹
 ۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

اتنا اُتار چڑھاؤ ہوا کرتا ہے اور عاشق کی حالت و مبدم اس طرح متغیر ہوتی رہتی ہے کہ پورا پورا قلب بند کرنا دشوار و محال ہے۔

جہنستانِ محبت میں جس کسی نے قدم رکھا اور کسی نوہالِ رشک طوبیٰ غیرتِ ثمنیٰ سے نگاہِ بازیانِ کین اور اُسکی زکسین آنکھوں کا بیمار ہوا بس عقل و ہوش سے بیگانہ خیالِ یارِ مین دیوانہ ہو گیا وحشت نے آگھیرِ خلق سے جی گھبرانے لگا تنہائیِ خلوت میں دل لگنے لگا چشمِ تر چہرہ زرد لب خشک دل خونِ جگر کباب کھانا پینا حرام نیند خواب و خیالِ سخت دل کھاتا ہے خونِ جگر پیتا ہے مَر مر کر جیتا ہے سوزِ بہان سے جی جلتا ہے آنکھوں سے دریا بہتا ہے لوگوں کی لعنت و ملامت اور طعنوں سے دلفگارِ پتھروں اور دُھیلوں سے سرگلنارِ سب کی نظروں میں ذلیل و خوار شہرِ تنہا بے برگ و بار دن کو ذلت و خوار ہی شب کو آخرِ شمار ہی فغان و بکا آہ و زاری بیکراری سے بیکراری غرض وہ اس عالم سے گیا گذرا اور دریا سے محبت میں ایسا غرق ہوا کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر ہی نہیں رکھتا۔ جو عاشق کہ ابتدائیں (جائیں) کی رسوائی و ذلت کے خوف سے خلق سے اپنے عشق کو پردہ و لہین چھپا رکھتا ہے اُس کا کیا حال ہوتا ہے؟ اُف! نہ پوچھو غلبہٴ عشق تو بار بار اُسے خلق سے بالکل بیگانہ ہو جانے پر مستعد کر دیتا ہے اور اُن ظاہری تعلقات (جو خلق کے ساتھ خوفِ افہار کی وجہ سے باقی رہ گئے ہیں) سے بھی بالکل بری ہو جانے پر مجبور کرتا ہے اور (کچھ) اعزاء و اقارب کا ڈر اور خلق کا خیال اور اپنی تو اپنی معشوق کی رسوائی کا خیال اور اُسکی بدنامی و ذلت کا خوف (جو غلبہٴ عشق پر بھی غالب ہو جاتا ہے) اُسے اس قصد سے روکتے ہیں۔ محب صادق کو زیادہ اپنے محبوب کی بدنامی اور رسوائی کا خیال و انگیر ہوتا ہے اور وہ اپنی رسوائی و ذلت کو یا رکی رسوائی و ذلت میں فنا و محو کر دیتا ہے جسکی بدولت عاشق کو ہزار ہا آفتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔

۱۰
نظر دارا ملنے
ہوتا ہے کہ
اور ذلت
رسوائی
جائیں کی
رسوائی
کہ ڈر اس
راز کے ظاہر
ہو جانے پر
سب سے
میں ایک سوای
نہ رہے
خداوند سے

تمنائیں اور آرزوئیں ہوا کرتی ہیں جنکا شمار بھی ناممکن اور پورا ہونا بھی محال !!

مقامات عشق

ناظرین! عشق کی تعریف تو آپ سن چکے ہیں اب ذرا انکے مقامات کی بھی سیر کر لیجئے کہتے ہیں کہ عشق کے چند مقامات ہیں۔

وحدت

(۱)

عاشق اس مقام میں پہنچ کر بجز وجود یار کے کل موجودات کو بیچ اور کالعدم سمجھتا ہے اور حسبِ نظر اٹھا کر دیکھتا ہے یا رہی نظر آتا ہے ^{سما یا ہو جب سے تو انکھیں نہیں} جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے اور جس شے کو دیکھتا ہوں اس میں یار ہی کا جلوہ نظر آتا ہے ^{خدا کی قسم ہم جدھر دیکھتے ہیں} انجمنی کو سنم جلوہ گرد دیکھتے ہیں

تجویت

(۲)

اس مقام میں عاشق کے حواس خمسہ کا اجتماع ایک سو (یار کی طرف) ہو جاتا ہے اور بجز یار کے نہ کسی سے کوئی غرض ہوتی ہے نہ مطلب یا رہی سے سروکار یا رہی سے درکار یا رہی کے سوا سب سب بیزار ہے اگر دش چشہم بتان گردش جام است اینجا غیر این بادہ دگر بادہ حرام است اینجا حتی کہ اپنے تن میں کا بھی کچھ خیال نہیں رہتا اور سرو پا کا ہوش جاتا رہتا ہے جیسا کہ قیس کو سوا سے لیلیٰ کے کسی کا کوئی خیال نہ تھا جس زمانہ میں امیر معاویہ اور جناب امام حسن علیہ السلام میں خلافت کا جھگڑا تھا امام نے ایک دن مجنون کو بحال زار دیکھا آپ نے اُسے اپنے ساتھ کر لیا۔ امام نے مجنون سے فرمایا کہ انصاف تو کر دین خلافت کا مستحق ہوں یا معاویہ! مجنون بولا اے امام مجھے بوجھتے ہیں تو خلافت کی مستحق لیلیٰ ہے نہ معاویہ کا حق نہ آپ کا اسد اسد (اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجنون صحابہ ہی کے زمانہ میں تھا و اسد اعلم) عاشق خیال یا رہی میں کبھی ایسا محو ہو جاتا ہے کہ یا رہی سے الگ ہو

تیرے خیال نے مجھے مجھے بھی لا پروا کر دیا) کہتا ہے۔ مجھ کو اکبیر کسی بادشاہ نے
 بلوایا اور اُس سے کہا ۵
 گفت لیلیٰ چون نمی آید برت
 آن کیے در خواند مجھ نزار راہ
 بس بود این زاری و شیون را
 یاد خوشتر گفت از لیلیٰ مرا
 من نیم زان عاشق شہوت پرست
 تا کشم خالی ز یاد دوست دست

فنا نیست

(۳)

عاشق اس مقام میں اپنے کو یار میں ایسا فنا کر دیتا ہے کہ آپ ہی کو یار سمجھنے لگتا ہے
 اور انایت کو صبر بلند کرنے لگتا ہے اور کہنے لگتا ہے جیسا کہ ہمارے حضرت والد
 ماجد صاحب قبلہؑ اظہار حاذق اس مقام میں فرماتے ہیں
 بلکہ اپنے حسن کا خود عاشق دیوانہ ہوں
 خود ہی اپنے بادۂ اُلفت کا میں مستانہ ہوں
 ہی کے نام سے اپنے کو تعبیر کرتا ہے چنانچہ بنو ن لیلیٰ میں ایسا فنا ہوا کہ انا لیلیٰ
 بول اٹھتا ہے (حضرت ذوقِ پهلوارى)
 خلق کر پرسنداد نام عیان سازم ترا
 اور اس مقام میں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ
 (ربیع) نہ اپنی خبر ہو نہ ہاں کی + اور اسم و رسم نام و نشان سب گم۔

حیرت

(۳)

عاشق اس مقام میں بالکل متحیر اور سرگردان و پریشان رہتا ہے اور بول بول کر
 کر بول اٹھتا ہے (حافظ پهلوارى) ۵
 سیر فنا بقا میں دکھلائے کوئی مجھ کو
 میں کون ہو کہاں ہوں تلائے کوئی تجھ کو
 اپنی حالت سے بے خبر میں ہم
 اپنے جیل پہ ہم ہوئے عاشق
 غرض عاشق اس مقام میں اگر تھک تھکت ہو جاتا ہے اور اُس سے یہ عقدہ حل نہیں ہوتا

کہ میں کون ہوں اور یہ تمام اشیاء کیا بلا ہیں۔ میری گفتار میں کون گویا ہو میری چشم بصرت میں کون بنیاد ہو میری سماعت میں کون شنو (حلق) کون گویا ہو میری گفتار میں کون بنیاد ہو میری البصار میں کون میں معشوق ہوں یا عاشق محب ہوں یا مجبور و دلبہ ہوں یا شید اور باہوں یا شیفتہ شمع ہوں یا پروانہ۔ عاشق ہوں تو کس کا عاشق معشوق ہوں تو کس کا معشوق۔ چستان اور گل و گلزار میں کس کا جلوہ ہے (حلق) کس کا جلوہ ہو گل و گلزار میں رنگ کس کا ہے ہر اک شجار میں صنوبر و شمشاد کس سرودہ کے قامت رعنا کو (جسکے خرام ناز سے شور محشر بپا ہے جسکی دھیمی چال سے بہتیرے دل پاٹاں ہیں) (بقول کسی)

آفت ہو گرا تو قیامت کی چال ہے | دل پس گیا کسی کا کوئی پاٹاں ہے |
اور بقول حمید لکھنوی ۵ | فتنہ و حشر ہو گیا برپا | ناز سے اُسے جب خرام کیا

بتا رہے ہیں۔ لالہ و ارغوان کس آفتاب حسن و ماہتاب جمال کے مصحف رو کو (جسکے شمع حسن کا معریم و ز بھی پروانہ جسکا بدر منیر بھی دیوانہ جس سے اگر ذرا نقاب سرک جائے تو یہ حالت ہو کہ (میں) ۵

ہوا خورشید کو لزرہ چھپا متا ب دل میں | رخ انور جو میرے شعاع رو کا طور پر چمکا |

یاد دلا رہے ہیں زکس کس زہرہ شائل | کی نشیلی اور ساحر انگھون کی (جو انسان کو اپنی مست نگاہوں سے متوالا کر دینے پر ہر دم تلی۔ جتنی ہیں جنھوں نے ہزاروں زاہد صد سالہ کو اپنے چلتے ہوئے جادو سے خراب و برباد کر دیا) (بقول کسی) ۵

یک نگاہ مست و صد دین و دل کرہ خراب | سحر دار دہر جاننا چشم جادو سے جیسا |

بیارہے۔ سنبل کس عمر دراز کی زلف سیہ سے | ز جو عاشق کے دل کو ناگن بگر ڈس لیتی ہو اور اپنی لٹوں سے مشکین کسرا سیر بلا |
کر لیتی ہیں جسکے جال میں ہر روز نئے نئے طائران (دل) پھنسا کرتے ہیں پیچ و تاب |
نہا رہا ہے۔ برگ گل کسی مسیحا کے لب جان بخش (جس آبیات کے میسر ہو نیکی ہو نیکی ہو) |
میں ہزاروں اس جان سے سدھارے کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ سو سن کس حور

شامل حمیدہ خصال کے وصف میں زبان درازیان کر رہی ہو خار کس قاتل کی جمع مژگان سے (جو ہزاروں بیگنا ہوں کا خون یوں بہن بہایا کرتی ہو) خار کھا رہا ہو۔ ریحان کس ہندو کے خط جانشان سے شرمسار ہو رہا ہو۔

غرض اس مقام میں کچھ عجیب کیفیت ہوتی ہو اس سے کچھ وہی لوگ خوب واقف ہوں گے جو اس کا مزہ چکھے ہوئے ہیں۔

لوازمات عشق

ناظرین مقامات عشق کی سیر کر چکے اب اُسکے لوازمات بھی ملاحظہ فرمالین۔ اُسکے پیسے لوازمات بہن (مثلاً ہجر و فراق رنج و الم درد و غم حسرت و یاس نقان و بکار ستوائی و ذلت لعنت و ملامت رشک و رقابت فلک کی بگردی زمانہ کی بے اعتنائی رشتہ کی بیوفائی کج ادائی تجسوب کی طرف سے بدگمانیاں۔ بدنامیاں کچھ گردی و صحرا نوردی و خشک و بھینی تپتے صبری و تپتے قراری وغیرہا مثلاً۔

تھان کسی نے عشق میدان پر مصائب میں قدم رکھا اور سب بلائیں اُسکے گلے کا بار ہوئیں۔ جہان کسی نے کسی سے الفت و محبت پیدا کی اور اپنا نقد دل دے کر زلفون کا سودا مول لیا اور جان و دل سپر نثار اور اُسے دل سے پیار کرنے لگا پھر تو نہ پوچھیے یہ تمام لوازمات دھم سے آ موجود ہوئے۔ (اگر عاشق و معشوق دونوں ایک جگہ بھی ہوں تو بھی یہ لوازمات کسی نہ کسی طرح ضرور پیدا ہو جاتے ہیں) اور تمام کائنات اُسکے در پر آزار! اب وہ بیچارہ طرح طرح آفتون میں مبتلا ہو گیا اور قسم قسم کی بلاؤں میں گرفتار! کہیں فراق یار کی مصیبتیں اور ہجر و دلدار کی سختیاں اور شب جدائی کے صدمے سہ رہا ہو اور سسکیاں لے کر کستا ہو۔ سو فراق یار کسی کو نہ دے خدا! جسکو لگی یہ آگ جلا سے پاؤں! کبھی یار سے مخاطب ہو کر یوں کستا ہو۔ صدمے تری مجھری کے جھیلے نہیں جاتے! اب ہم سے یہ پاؤں اچھی بیٹے نہیں جاتے

عشق
عجیب
عشق
مجانوی
دردون
جہان
رشتہ
کونہ
میں

کبھی اپنی بکسی پر دو کہتا ہوں	کجا روم کہ گویم گویو چہ چارہ کنم	کہ تیر عشق مرا اندرون جان دہ
کبھی اپنے صبحا کہ دن بکا رنما ہر فرد	ایا طیبہ مرضت ہر اقلم تعدنی تکلیف حالی	
فتادہ ہستم بہ بستر غم و ناتوانی چہ نقش قلابی	کبھی بقراری میں یوں بول ٹھٹھا ہوں	
منتظران را پس آمد نفس	ادرتو فریاد بفریاد رس	(حفظ)
ای بادشہ خوبان داد از غم ٹھائی	دل بہیچان آمد وقت کی باڑی	مشتاق و مجور می و راز تو چنانم کرد
کز دست بجا ہند دامن ٹھیلی	(عربی)	از اشتیاق تو جانان دلم بجان آمد
بیا کہ با غم تو بر نمی توان آمد		بیا کہ بہر تو جان از جهان گرانہ گرفت
بیا کہ با تو دلم جملہ در میان آمد		بیا کہ غیر تو در چشم من ناید ہیچ
جز آب ویدہ کہ از چشم من روان آمد		اے اس وقت کی بقراری اور دل مضطرب
تڑپ سے عشاق ہی خوب واقفنا میں۔ ادھر تنہاؤں کا ہجوم آرزوؤں کا ازدحام		
ادھر مایوسیدوں کا مجمع حسرتوں کی بھیڑ۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم اور (اپنے)		
دلبر کی مہربانیوں کا دھیان آیا اور اسید و آس کی پیاری پیاری شکلیں نظر آنے		
لگی تھیں اور دل بے قرار کو کچھ تسکین ہو چلی تھی کہ ادھر سے یاس و حرمان نے اپنی		
بھیانک اور ڈرونی شکلیں دکھا دکھا کر دل نازک کو جو ابھی ابھی ذرا دم مارنے		
پایا تھا سہا دیا اور ظالم یاس نے آکر اس شکستہ دل کی تمام امیدوں کا خون کر ڈالا۔		
پھر وہی حسرت وہی رنج و تعب دل مضطرب کی وہی تڑپ ہی بقراری ہی درد و الم ہی		
اے وزاری وہی خیالات وہی بے چینی۔ اور وہ گھبرا کر کہنے لگتا ہوں۔		
حسرت و یاس تنہا تھیں وحشت کی قسم	بھیر چھوڑ و نبھے جنگل کو نکل جانے دو	
کر دیڑن بدلتے بدلتے جو ذرا آنکھیں جھپکیں تو جانان نے حال زار پر ترس کھا کر ذرا		
سی اپنی جھٹک دکھا دی اور پھر غائب (میں)	شب ہجر جو آنکھ جھپکی ذرا	
تو اپنی جھٹک وہ دکھا کر چلی	بیان طائر دل پر بجلی سی گئی اور مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا	

اب وہ بکار بکار کرتا ہو دین	مرے درد دل کو بڑھا کر چلے	ری جان یہ آپ کیا کر چلے
گروہان شان استغنائی اس بچارہ کی کچھ ہستی کو کب روار کھتی ہو اب وہ مل	ہی دل میں کستا ہو	اف سے بے درد ستم پیشہ جاہل قاتل
سخت پتھر سے بھی زیادہ ہر تراد قاتل	دہن زخم بکار کیا قاتل قاتل	نہ کیا فوج گیا چھوڑ کے بس قاتل
الم کی گھٹا اٹھاتی ہو اور وہ پھوٹ کر پھوٹ کر رونے لگتا ہو	دیکھتے کو ترس گئی آنکھیں	کبھی درد غم سے جی بھر آتا ہو اور رنج و
رنج و الم فغان و بکا آہ دل خراش	فرقت میں اس پری کے ہوا کیا نہیں نصیب	دل کو آزار ہو کیا کیسا
کبھی کا ہش غم سے روح گھسٹی ہو کبھی (ع)	سو زہنہان سے گرم گرم آہیں	دل کو آزار ہو کیا کیسا
اور کبھی توانی سے نرم نرم آہیں	کبھی اپنی قسمت پر ہزار ہا نفرین کرتا ہو۔ کبھی دل سے	دل کو آزار ہو کیا کیسا
جھک رہا ہو اور خوب ہی بُرا بھلا کرتا ہو۔	دل میں ہر وقت یاس رہتی ہو	دل کو آزار ہو کیا کیسا
بخت بیدا ہو گیا کیسا	لیا طبیعت ادا اس رہتی ہو	دل کو آزار ہو کیا کیسا
کوئی تقریریں نہیں آتی	کوئی تدبیریں نہیں آتی	دل کو آزار ہو کیا کیسا
ہاں ہے جتنے ہیں ہم نہ رہے ہیں	کس قیامت کے دن گزرتے ہیں	دل کو آزار ہو کیا کیسا
مجھ سے عشوق چھٹ گیا کیسا	درد اٹھتا ہو دل میں رہ رہ کر	دل کو آزار ہو کیا کیسا
یا الہی نجات غم سے ملے	وہ سدا حجاب ہم سے ملے	دل کو آزار ہو کیا کیسا
بیٹھ جاتا ہوں ہائے دل کھر	کبھی باد صبا سے مخاطب ہو کر کستا ہو (حافظ)	دل کو آزار ہو کیا کیسا
او صبا نہیتے از خاک دریا ربیار	براز وہ دل و غرہ دلہا ربیار	دل کو آزار ہو کیا کیسا
خندہ زان لب شیریں شکر بار بار	کبھی دل مضطرب کو یوں سمجھاتا ہو	دل کو آزار ہو کیا کیسا
غمست شادی خار و گل نشیب و فراز	کہیں اپنی آہ و بکا اور نالہ و فغان سے دوسروں کو بے چین	دل کو آزار ہو کیا کیسا

کر رکھا ہوا اور کہتا ہے ۵ میں دیکھے آہ کرونگا جہاں تک زمین ہے نہ ہے آسمان تک نہ ہے

کہیں اپنی فریاد و زاری سے خلق کو پریشان کیے ہوئے ہو۔ آہ عاشقون کا فریاد و

زاری کرنا بھی غضب ہوتا ہے قبول کسی ۵ ٹپک پڑتے ہیں آنسو باغ میں شبنم کی آنکھوں سے

اسیران چین را تو نکو جب فریاد کرتے ہیں مگر افسوس معشوقون کا دل انکی آہ سے

جلد نہیں سبھتا (شاید) عاشقون کا شور و شغب معشوقون کو بھلا معلوم ہوتا ہے

بقعدا دین ایک عورت جمیلہ و حسینہ چون آفتاب تابان و درخشاں بر سر بازار اکھڑی

ہوئی شور و غوغا برپا ہوا وہ اپنے گھر گئی اور دروازہ مکان کا بند کر دیا لوگوں نے

پوچھا کہ اگر ایسا ہی لوگوں سے پرہیز تھا تو بر سر بازار کس لیے گئی تھی اُس نے کہا

لوگوں کا شور و شغب میں پسند کرتی ہوں و اللہ اعلم۔

کبھی صبح ہونے کے خداوند سے دعا میں اور نیند آنے کی تمنائیں کرتا ہے مگر آہ نیند

تو خواب و خیال ہو رہی ہو (امیر) ۵ ہجر میں مجھ تک جو آتی ہے تو گھبراتی ہے نیند

مانگ کر پلکوں کے پر آنکھوں سے اڑ جاتی ہے نیند وہ بیچارہ پریشان ہو کر کہتا ہے

ایک دم کو تو کرم فرما اگر ہو سب برین او اجل تو ہی آکر جھگڑا جو کا دے (۵)

او اجل تو ہی تو پھر کیونکر نہیں آتی ہے نیند (آپ ہی آپ) کسی نے تو کہا ہے کہ امیر ۵

موت کو ہمراہ لے لیتی ہے تب آتی ہے نیند موت کو ہمراہ لے لیتی ہے تب آتی ہے نیند

مگر ہائے مجھ تک تو موت بھی آنے سے ڈرتی ہے۔ اور چرخ بہ نہاد کیا آج تو نے بھی

گردش موقوف کر دی یا اللہ خدا خدا کر کے صبح جو ہوئی تو اک نہ اک سامنا بلا کار ہا

درد سرجب گیا بخار آیا آہ اس وقت بھی چین نہیں کبھی تو دل مضطر کو سے یار

کی طرف کھینچے لیے جاتا ہے قبول کسی ۵ نقاب چہرے سے خورشید جب اٹھاتا ہے

سحر ہر اک کو ہر اک کام میں لگاتا ہے کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتا ہے

کوئی تو فکر معیشت میں جان کھپاتا ہے جو میں نے پوچھا تو ای دل کہ صحر کو جاتا ہے

<p>علی الصباح جو مردم بکار و بار روند کبھی صحرانوردی و کوچہ گردی کر رہا ہو</p>	<p>تو بھر کے آنسو مجھے شریہ سنا تا ہی ہلاکشان محبت بکوسے یار روند</p>
<p>بے تاب ہر وہ طالب دیدار خبر کے</p>	<p>اور یہ شعر و زبان ہو بھڑتا ہوا توں میں کس صبح سے ناشام</p>
<p>کبھی خلق کی لعنت و ملامت سن رہا ہو کوئی سڑی بنا تا ہی کوئی پاگل کتا ہی۔</p>	<p>کوئی کتا ہو دیوانہ کوئی کتا ہی سودائی محبت میں سبھی انسان ہو جسکی جسے بن آئی</p>
<p>دل میں کتا ہی آہ یہ سب اسی کجنت دل کی بدولت ہو</p>	<p>لو جسے ہر دم رلایا ہمیں بہت تنگ ہیں اسکے ہاتھوں تک</p>
<p>محبوب سے خطاب کر کے کتا ہی سعد</p>	<p>کہ دارد و نیچنین عیشے کہ در عشق تو میرام اگر برسند سعد از عشق و حاصل چہاداری</p>
<p>شرابم خون کہا ہم دل ندیم در و نقلم غم ملا متھائے گوناگون جراحہتھائے بے مرہم</p>	<p>آہ اسی الفت کے جرم میں سہری اسقدر رسوائی و ذلت اور لعنت و ملامت ہوتی ہو مگر مجھے اسکی پرواہ ہی کیا۔</p>
<p>خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند آرے آرے میکنم با خلق عالم کار نیست</p>	<p>عاشق جب راہ محبت میں قدم رکھتے ہیں تو انھیں لعنت و ملامت یا اپنی رسوائی و ذلت کا خیال نہیں ہوتا۔ اگر زلیخا عورتوں کے طعنوں کا خوف کرتیں تو ہرگز نام</p>
<p>یوسف (علیہ السلام) زبان پر نہ لاتیں اور مجنون اگر نااہلون کے ہتھردن اور ٹھیلون سے ڈرتا اور خستہ و شکستہ ہو جاتا تو کبھی لیلی لیلی نہ کتا۔</p>	<p>کہن زمانہ کی بے اعتنائیوں کا گلہ اور فلک کی کج رفتار یوں کا شکوہ ہو اور کتا ہی</p>
<p>کیا زمانہ مجھے کڑھاتا ہی اور دانت پیس کر کتا ہی دماغ</p>	<p>نئے رنگ اب دکھاتا ہی کبھی فلک کی طرف دیکھتا ہی</p>
<p>کیون فلک انتھائے جو کبھی کبھی ستیا ناس کر دیا تو نے</p>	<p>ای فلک تجھ پہ بس نہیں میرا کوئی فریاد رس نہیں میرا</p>
<p>یون کسی کو ہلاک کرتے ہیں یون جلانے تے ہیں خاک کرتے ہیں</p>	<p>ہمہ تن یاس کر دیا تو نے یون جلانے تے ہیں خاک کرتے ہیں</p>

میں ہی کیا ہوں تیری جفا کے لیے | رحم کر رحم کر خدا کے لیے | کہتیں رقابت کی (بھڑکتی ہوئی) | آتش شک و مین جلا جاتا ہو |
 ہاے رہ رہ کے بھڑکتا ہے شعلہ مین | کہتیں اپنے محبوب کو غیر کی محفل میں یا اُن رو سیا ہون کے | ساتھ دیکھ کر اور بھی جل بھنکر کباب ہوا جاتا ہے (مین) | صدمہ اُسوفت کا بوجھو نہ حسن |
 غیر سے جب وہ ملا کرتے ہیں | اُن رقابت بھی بُری بلا ہے (اگر ہر عاشق کو اس سے | بچا دے) یہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے کہ کسی حکمت و تدبیر سے ٹھنڈی نہیں ہو سکتی رو | جانان کی ٹھنڈک اور دلدار کے رحم و کرم کا منہ بھی اسے (جلد) نہیں بجھاتا ہے | سوز فراق کی بھی اسکے آگے حقیقت نہیں - یہ وہ فتنہ ہے کہ باپ بیٹے کا بھائی بھائی کا دشمن ہو جاتا ہے - بعض عشاق (جو ذرا بھی قدرت رکھتے ہیں وہ) تو اپنے رقیبوں سے خوب لوک جھوک کی لیتے ہیں اور وارہ بارہ اور دشمن کا کام تمام کر دینے پر تل جاتے ہیں اور ایسا کر بھی بیٹھتے ہیں - اور جو بیچارے اسکی طاقت و محبوب کے حزن و ملال و خفگی و برگشتگی و ناراضی و کشیدگی کی وجہ سے یا برگشتگی اقرار اور اسکی وجہ سے اپنے مقصد میں ناکامیاب رہنے کے خوف سے) نہیں رکھتے وہ دل ہی دل میں غیرت سے گھٹتے ہیں اور غم سے گھلتے ہیں - یہاں پر رشک و رقابت کے متعلق ہمارے مکرر دوست افغانی و محی جناب مولوی سید شاہ محمد حسین صاحب (مید) نے مجھ کو کیا خوب تحریر فرماتے ہیں : ناظرین ملاحظہ فرمائیں !
 رقیب ! یہ ایک ایسا چار حرفی لفظ ہے جسکا ہر حرف ایک ایسے لفظ کا جزو بنتا ہے جس سے عاشقوں کو سون بھاگتا ہے سر سے رشک اور رسوائی ق سے قلق سے یاس سے بدگمانی و بدنامی - تو گو یہ لفظ رقیب کی ترکیب ایک ایسے حرف سے ہو جو لفظ بدگمانی کا جزو ہو علیٰ ہذا القیاس عاشق کو رشک بھی اپنے رقیب سے ہوتا ہے اور اپنے اور عشق کی رسوائی کا خیال بھی

(زیادہ تر) رقیب ہی سے ہوتا ہے۔ عاشقوں کو قلق بھی سب سے زیادہ رقیب ہی کی طرف سے اٹھانا پڑتا ہے یا س کی ڈرونی شکل انھیں روسیاہوں کی بدولت دیکھنی پڑتی ہے محبت کے وہ رشتے جو محبوب کے رحم و کرم سے ہمیشہ مستحکم و مضبوط ہوتے جاتے ہیں انھیں کے دستِ قلم سے باریک پڑ جاتے ہیں۔ رقیب کے ہر حرف سے غیریت کی بو آتی ہے اسی لیے رقیب کو غیر کی لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس غیر (رقیب) سے اس قدر غیریت دامنگیر ہوتی ہے کہ عاشق کی حالت غیریت میں بول اٹھتا ہے اور کاش کہ مادرِ مہر نہ زائیدے ما۔ مخدوم بہاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتبہ میں فرماتے ہیں ہر جا کہ محبت بود غیریت بود ہر چند محبت قوی تر غیریت قوی تر۔ عاشق اس مقام میں بجز یار کے سب کو اپنا غیر سمجھتا ہے حتیٰ کے بول اٹھتا ہے۔

رشتہ از پیرین آید کہ در اندام تو چسبید غیرت از غالیہ آید کہ در اندام تو شاید یہاں تک کہ اپنے جسم کو بھی اپنا غیر خیال کرنے لگتا ہے اسی مقام میں ہونے والے یون کہ گئے ہیں۔ غیرت از چشمِ برم رو تو دیدن ندیم گوش از حدیث تو شنیدم ندیم (حافظ شیرازی) بخدا کہ رشتہ اید بد چشم روشن خود کہ نظر در بخت باشد چہین لطیف رو

اسی حالت میں عاشق اپنے کو کو سنے لگتا ہے اور کہتا ہے خداوندِ مہر از نزد محبوب نابینا رسان تا این چشم من اور نہ بیند۔ عاشق کو محبوب سے بھی رشتہ ہونے لگتا ہے اور کہتا ہے آئینہ پیش تو ای یار رسیدن ندیم رشتہ من میں کہ تو نیوز تو دیدن ندیم غرض عاشق اس مقام میں آکر سخت امتحان میں پڑ جاتا ہے غیرت کسی بات کی تنقید ہوتی ہے اور پھر دل مضطرب کچھ کہتا ہے ما۔ اشتی کل اسہ الحقہ۔

کہیں اپنے محبوب کی بیوفائی اور کج ادائیگی سے بیجان ہو رہا ہے اور یکار بکار کر کہتا ہے دنیا میں کوئی آن کسی دم کا ہوں نہاں بے تاب ہو یہ طالب دیدار خبر لے کلیجہ پاش پاش ہوا جاتا ہے دل بیٹھا جاتا ہے لیکن رانے جو رستم سے عاشق صادق کی

عشق و محبت کا یہ عالم ہے کہ

محبت میں کچھ فرق نہیں آتا اس کو جب کے واقف کاروں کا قول ہو۔ المحبة
 لا تنقص بالجفاء ولا تزيد بالوفاء۔ محبت نہ جفا و ستم سے کم ہوتی ہے نہ وفا
 و کرم سے زیادہ ہوتی ہے۔ کوئی تو جو ر و ستم سے تنگ آکر (مگر وہی چھوٹے دل کے
 ہیں) اس امید پر کہ وصال یا ر حشر ہی کے دن نصیب ہوگا اس عالم کو خیر باد کہہ کر
 راہی ملک عدم ہو جاتا ہے کوئی یا ر کی کج ادائیگوں سے ایسا برباد ہو جاتا ہے کہ نام و
 نشان تک نہیں ملتا بقول کسی ۵

کچھ انکی ٹھوکر وں سے تو کچھ جو ر جہنم سے
 معشوق کئی طرح کے ہوتے ہیں بعض

میں بھی مٹا مزار مٹا سر سے پاؤں تک

ایسے ہوتے ہیں جنہیں جو ر و ستم کج ادائی و بیوفائی ہی کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے
 اور رحم و کرم بہت ہی کم ہے بعضوں میں رحم و کرم سے کچھ ہی زیادہ جو ر و ستم ہوتا ہے
 بعضوں میں دونوں قریب ہی قریب پائے جاتے ہیں۔ بعضے وہ ہیں جنہیں
 ظلم و جفا ہی کم ہے اور لطف و وفا زیادہ۔ بعضوں میں کج ادائی و سرد مہری
 و جو ر و ستم بہت ہی کم پایا جاتا ہے اور وہ بھی فقط معشوقیت کے پاس سے
 بعضے وہ ہیں جو سراپا لطف و احسان اور رحم و کرم ہی ہیں اور اپنے فدائی
 عاشق کا درد و غم اُن سے دیکھا نہیں جاتا اور اُسے یوں تشفی دیتے ہیں ۵

این جهان و آن جهان یارت ستم

غم مخور عاشق کہ غمخوار ت ستم

عاشق زار من بیا در غم من چلو نہ

اور اپنے مریض کی مزاج پر سی یوں کرتے ہیں

اور اپنے دلدادہ کو اپنی طرف یوں بلا لے ہیں

غمزدہ حبیبیت حال تو برسم و حال امنت

حد تو نیست این دلی من ز کرم بخوامت

عاشق زار من بیا جانب بارگاہ من

و وہ عاشق بھی کیا ہی نلیخت اور خوش قسمت ہے جس کے ساتھ اُس کا محبوب اس لطف
 و کرم سے ہمیش آتا ہو۔ اور معشوقوں کے یہ حالات ہر کی محبت و الفت کے اعتبار سے
 ہیں جسکو اپنے عاشق سے جتنا بھر محبت ہوگی اتنا اُس پر رحم و کرم کرے گا۔

انکے ناز و انداز کسی حال میں نہیں چھوٹتے! نازک مزاج عاشقون کے لیے
 بسا اوقات یہ بھی غضب ہو جاتے ہیں اور اُسکو نیم جان ہی کر چھوڑتے ہیں۔
 عاشق جب تک اپنی الفت محبوب سے چھپا کر رکھتا ہے یا جب تک کہ اُسے اُس سے عشق
 نہیں ہر تب تک تو خاطر مدارات سلام کلام سب کچھ ہوتا ہے اور جہاں اُسے عشق پیدا
 ہو گیا یا اپنی چھپی ہوئی محبت کو محبوب پر ظاہر کر دیا اور جتا دیا پھر تو نہ پوچھے طرح طرح
 کی جانچ اور بلا و مصیبت میں پھنس گیا نہ عزت نہ توقیر نہ وہ اگلی سی گفتگو نہ سلام نہ کلام
 اب وہ بیچارہ اگر بیٹھا ہے تو اسی انتظار میں ہے اور دل ہی دل میں آرزو کرتا ہے کہ
 کاش سیری طرف بھی نظر التفات ہوتی میں بھی اختیار کی ہم کلام ہوتا۔ ایسا ہی
 خوش قسمت ہے تو دواک بار تر بھی نظر دن سے دیکھ لیا جاتا ہے تیر نگاہ سینے کے
 پار ہو جاتا ہے اور وہ بیتاب ہو کر زبان دل سے یوں کہنے لگتا ہے۔

جگر کو کر گئی گھائل تری نگاہ ستم	علاج خوب کیا درو دل کا تو نے صنم
نہیں یہ زخم نہانی ہے قابل مرام	کجا روم بکے گویم بگوچہ چارہ کنم

کہ تیر عشق مرا اندرون جان زدنی

غرض اُس ستم رسیدہ کی طرف سے نظر توجہ اٹھالی جانی ہو کبھی یہ بھی نہیں پوچھا
 جاتا کہ تیر کیا حال ہے۔ اب وہ یہ شعر ورد زبان کرتا ہے۔

اگر اس سے کھلتا نہ اتنا تو تو نہ ہوتا مجھے تہنہ

یا یوں کہے۔

پیش از ای فرد بود او مہربان | این چنین نامہ ربانی کرد عشق
 عاشق سے اولاً تو بغیر اظہار محبت کے رہا بھی نہیں جاتا اور اگر وہ اپنی زبان
 سے اُسکا اظہار نہ بھی کرے تو اُسکی حادث و اطوار حرکات و سکنات محبوب کے ساتھ
 اُسکا برتاؤ اور انداز گفتگو اُسکا بشرہ اور اُسکی صورت اُسکی للچائی ہوئی نظر
 وغیرہ وغیرہ یہ سب اُسکی طرف وکیل بن کر عرض کر دیتے ہیں۔

اور اگر وہ بے التفاتی کسی قدر کم ہوئی تو طرخ طرح کے جو رد ستم اور عجب عجب ناز و
 انداز ہونے لگتے ہیں جس سے کبھی تو وہ مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتا اور
 کبھی غم سے دل بیٹھا جاتا ہے کبھی تو وہ اس طرح جھٹلا دیا جاتا ہے کہ وہ چپکا ہی ہو
 جاتا ہے کبھی ناز و انداز سے کہا جاتا ہے،،، تو نے مجھے دل کب دیا اور کہاں اور
 کیونکر دیا میرے پاس،، تو نہیں،، کبھی کہا جاتا ہے تمہاری محبت سچی نہیں،، کبھی کہا جاتا ہے
 اے وہ مجھ سے کوئی محبت کا ہے کو کرنے لگا وہ کہی اور ہوگا،، کبھی کہا جاتا ہے جاؤ
 کسی اور سے دل لگاؤ عاشق اگر اسکا کوئی جواب دیتا ہے تو یہی کہ۔۔

کہتے ہو کہ کوئی دل اٹھالے ہم سے	تم نے تو نئے رنگ نکالے ہم سے
بچتا وگے آخر کو کہے دینے ہیں ہم	دنیا میں کہاں چاہنے والے ہم سے

اس سے تمہاری آرزو میں برائی لگی مجھ سے تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں
 ہو سکتے،، کبھی اسکا درد و غم رنج و الم جھٹلا دیا جاتا ہے۔۔

کیا کیجیے وہ کہتے ہیں ہر بات پر غلط	اظہار غم کیا تو کہا سر بسر غلط
یہ درد دل دروغ یہ زخم جگر غلط	میں نے کہا کہ دعویٰ الفت مگر غلط

کہنے لگے کہ ان غلط اور کستہ غلط

طوفان جوش گریے بے اختیار جھوٹ	آتش فشانے جگر داغدار جھوٹ
زور کند جذب دل بے قرار جھوٹ	تاثر آہ و زارے شہائے تار جھوٹ

آواز و قبل دعا سے سہر غلط

ہیں سب بنا و میں ہیں فقرے ندیجیے	ساقی صبح ہو تو صبحی نہ پیجیے
دوڑائیے نہ ہاتھ کو بوسے نہ لیجیے	آجائے کوئی دم میں تو کیا کچھ نہ لیجیے

عشق مجاز و چشم حقیقت مگر غلط

تسخیر پار کے لیے یہ سب فریب ہیں	صاحب شکار کے لیے یہ سب فریب ہیں
---------------------------------	---------------------------------

سمجھا میں پیار کے لیے یہ سب فریب میں	بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب میں
اظہار باکیا زمی و ذوق نظر غلط	
صاحب کہو وہ بات کہ ہو کچھ تو دل نشین	جسکا نہ سر نہ پاؤں ہوا سکا ہو کیا یقین
اس جھوٹ کی ہر بندہ نواز انتہا کہیں	سینے میں اپنے جانتے ہو تم کہ دل نہیں
ہمکو سمجھتے ہو کہ ہر انکی مکر غلط	
مطلب یہ ہو کہ لوگ کہیں لو وہ مر گیا	بیڑے میں عاشقوں کے عجب کام کر گیا
سر پیشین آشنا کہ وہ جی سے گذر گیا	ہم بوچھتے پھر میں کہ جنازہ کدھر گیا
مرنے کی اپنے روز اڑائی خبر غلط	
اُس ہو فا کو عشق جتانے سے کیا ملا	الزام اٹھائے بیٹھے بٹھائے ہزارا
کہتا نہ تھا ایسا کہ اظہار ہر برا	یہ کچھ سنا جواب میں ناظم ستم کیا
کیون یہ کہا کہ دعوی الفت مگر غلط	
غرض اس بیچارہ کی ہر ہر باتیں جھٹلا دی جاتی ہیں اور وہ فقط اتنا ہی کہہ کر چکا ہو رہتا ہو کہ	
میں بھی جھوٹا میرے شکوے بھی ہر سر جھوٹے	تمہی سچے سہی اس بات کا جھگڑا کیا ہو
معشوق کو بھی اپنے عاشق سے کچھ نہ کچھ محبت ہوتی ہو جیسا کہ مولانا سے رومی	
قدس سرہ فرماتے ہیں	ہمچ عاشق خود نباشد صبل جو کہ نہ معشوقش بود جویاے او
ایک عشق عاشقان میں نہ کند	عشق معشوقان خوش و فرہ کند
معشوق کے دل میں بھی جذبہ الفت ہوتا ہو مگر عاشق کو اُسکا الم نہیں ہوتا اور	نہ عاشق معشوق سے اسکی امید کرتا ہو اور نہ اُسکے دل میں کبھی ایسا خیال
گذرتا ہو اور نہ اُسکا کوئی اثر اُسپر ظاہر ہوتا ہو بالآخر وہ یاس -	
میل معشوقان نہان ست و ستیر	میل عاشق با دوصد طبل و نفیر
معشوق کو بھی اپنے عاشق کی طلب ہوتی ہو لیکن اُس میں استغنائی دلا ہر دانی	

اسقدر ہوتی ہو جس سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ مگر یہ کوئی کلیہ قاعدہ نہیں معلوم ہوتا
 کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عاشق و معشوق دونوں کے دلوں میں آتش محبت برابر ہی
 لگی ہوئی ہو۔ اور لطف تو اسی میں ہے؛ وصال ہے تو دونوں جانب لذت حاصل ہوتی
 ہے فراق ہے تو دونوں طرف بقراری و اضطراب ہے غرض ہر امر میں محبوب ہی اُسکا

شریک رہتا ہے اور محب ہی چاہتا بھی ہے۔ **الف**ت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہون بقرار
 دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبوب کی

محبت (بڑھتے بڑھتے) محب کی اُلفت پر بھی فوقیت لیجاتی ہو (یہ امر اتفاقیہ ہے)۔
 اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عاشق سے محبوب کو کم محبت ہے اور یا تو بہت کم یا کچھ ہے۔
 اور کوئی محب ایسا بھی بد نصیب ہوتا ہے کہ اُسکی اُلفت و محبت اور رنج و غم درد و الم
 فراق کی کلفت وغیرہ سب اُسی تک محدود ہیں اور محبت جسکا نام ہے وہ محبوب کو نہیں
 ان محب کی محبت کے اثر سے موافقت یا موافقت محبوب کو اُس سے البتہ ہے اور اُسکے
 جذبہ اُلفت کی وجہ سے دل میں کبھی کبھی اس بیچارہ کا خیال آتا ہے اور اگر خوش نصیب ہے
 تو کبھی اُسکے خوش کردینے کو ہنس بول بھی لیا جاتا ہے۔ اور کوئی اس سے بھی زیادہ
 بد قسمت ہوتا ہے کہ ان باتوں کے ساتھ محبوب کا دل دوسری طرف مائل ہے اور وہ
 دوسرے کے قبضہ میں ہے زبان بند ہوئی جاتی ہے آہ یہ مصیبت حد بیان سے باہر
 ہے اللہ ایسا بد نصیب دشمن کو بھی نہ بنائے آمین۔

محب صادق کی سچی اُلفت رایگان نہیں جاسکتی۔ اگر معشوق پر اسکا اثر
 اسوقت نہیں ہے تو (بعد مدت ہی کے سہی مگر) کبھی کبھی محبوب کے دل پر بھی
 اسکا اثر ضرور ہوتا ہے آہ رسا اپنا کام کر جاتی ہے محبت صادقہ رنگ لاتی ہے بقول کسی

ششیکہ عشق دارد نہ گذاردت بدلیان **ب**جنازہ گرنہ آئی بمزار خواہی آمد
 عشق کی مقناطیس شش مطلوب کو طالب کھینچ لاتی ہے اب معشوق (گویا) عاشق

ہو جاتا ہے اور اس وقت جو رجفاسب رستہ لیتے ہیں۔

مگر آہ ایسی حالت میں بھی جبکہ یہ عشق و دونوں کے کلیجوں سے آہ پار ہو اور الفت کی آگ دونوں طرف بھڑکی ہوئی ہو اور شوق لقا و مقناے دیدار و آرزو سے وصال دونوں جانب یکساں ہو، فلک کج رفتار و دونوں کو یکجا ملکر آرام لینے نہیں دیتا اور جدائی کی اک نہ اک صورت پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ آہ ای حاسد آسمان تیرا براہو! ظالم! دلدادگان محبت سے تجھے کیوں اس قدر لاگ ہو! کیا تجھے خوف خدا بھی نہیں آتا!!!

نتیجہ و محبت

محبت کا نتیجہ اور الفت کا ثمرہ یہ ہے کہ دوری دور ہو جاتی ہے اور بمقتضا سے قول صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم المومع مع محبت (جو جسکو محبوب رکھتا ہے وہ اُسی کے ساتھ ہوتا ہے) محبوب کی معیت نصیب ہوتی ہے۔ اور نتیجہ محبت یہ ہے کہ محب کو حجاب نہ باقی رہے اور محبوب کو ہر دم اپنی آنکھوں کے سامنے پاو اور اور اعلیٰ درجہ نتیجہ محبت یہ ہے کہ محب اپنے محبوب میں فنا ہو جائے اور غیرت دہائی نہ رہے گو ظاہر میں جدائی ہے مگر حقیقت میں اتحاد ہو جیسا کہ مشہور ہے کہ لیلیٰ کا جب فصد لیا گیا تو صحرائیں مجنوں کی رگوں سے خون جاری تھا۔ اور کمال محبت عشق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منع و عطا و رد و قبول لغت و رحمت و ہجر و وصل و وفا و جفا سب یکساں ہو جاتا ہے۔ و هذا کمال فی احشی و لیس ما و اذ کمال (یعنی یہی کمال عشق کا نتیجہ ہے اس کے سوا کوئی دوسرا کمال نہیں۔ اگر فرق باقی ہے تو ناقص ہے محب کو دوسروں کی رحمت سے محبوب کی لعنت اور اُسکی فرقت دوسروں کے وصال

سے اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ہجران تو خوشتر وصال گران || منکر شدت بہ رضائے دگران

اور وصل و ہجر لغت و رحمت و وفا و جفا و غیرہا عاشق کے نزدیک سب برابر ایسے معلوم ہوتے ہیں اور اگر فرق باقی ہے تو اکمل سلیے نہیں ہے کہ اصل مقصود تو مراد محبوب ہے نہ اپنا مقصد اور اپنی مراد و الحب الصادق من یجعل مراد لا فدا مراد محبوب ہے

(یعنی) محب صادق وہ ہے جو محبوب کی مراد پر اپنی مراد کو فدا کر دے۔ اگر اپنی مراد کو یار کے مقصود پر مقدم سمجھتا ہے تو محب صادق و عاشق کامل نہیں کیونکہ عاشق اپنی ذات سے تو مردہ ہوتا ہے اور معشوق کی ذات سے زندہ۔ کسی معشوق نے اپنے سچے عاشق سے بوجھا کہ تو مجھے زیادہ تر محبوب رکھتا ہے یا اپنے نفس کو عاشق نے جواب دیا کہ میں از خود تو مردہ ہوں اور تمہاری ذات سے زندہ اگر میں نے آپ کو دوست رکھا تو بھی تمہیں کو اور تمہیں دوست رکھا تو بھی تمہیں کو۔

اور نتیجہ محبت و آل عشق یہ ہے کہ وصال یا رہو۔ مخبر صادق سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے فرما دیا ہے من طلب شیئاً وحباً وجد (یعنی جس نے کسی چیز کی طلب کی اور اُس میں کو شان رہا اُس نے اُسے پالیا۔ اور اس مقام پر

عاقبت جو نیدہ یا بندہ بود	سایہ حق بر سر بندہ بود	مولانا جلال الدین دہلوی فرماتے ہیں
عاقبت زان در برون آید	عاقبت زان در برون آید	گفت پیغمبر کہ چون کوبی دری
عاقبت اندر ہے در آب پاک	چون ز چاہے میکنی ہر روز خاک	عاقبت بینی تو ہم روے کسے

تو عاشق جو وصال یا رک کا طالب و جو یان ہوتا ہے اُسے بمقتضائے حدیث نبوی محبوب کیون نہ حاصل ہوگا یا ضرور ہوگا۔

ملک وصال فراخو عشق نہیں اس لیے کہ محبوب کو تکبر و تعذرا و استغنائی ولا بر دانی لازم ہے اور محب کو خشوع و تذلل اور عجز و بے نوائی ضرور ہے تو دونوں کے اوصاف میں ضدیت ہوئی مگر یہ ضدیت اوصاف کے اعتبار سے ہے اور نہ فی الحقیقت محب و محبوب میں اتحاد ہوتا ہے۔ تمام لذات دنیا حاصل ہو جاتی ہیں

در مضبطہ قتادہ عاشق زار	مگر وصل و لدا مشکلون سے نصیب ہوتا ہے۔
ناگہ بسر وقت وے اند دلدار	با محنت بے شمار و درد بسیار
	با کلبہ و دبہ اندر شب تار

اصل یہ ہے کہ وصال عاشق کی درخواست اور اُس کے اہتمام سے نہیں میسر ہوتا معشوق

کی مراد چاہیے پھر نہ تو درخواست کی ضرورت ہے نہ عجز و زاری کرنے کی حاجت (اظہار تمنا کافی ہے) عاشق وصال یار کا ہر دم آرزو مند رہا کرتا ہے اور	
اپنی تمنا یوں ظاہر کرتا ہے	عجب ایسا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی لٹا ہوتا	(محبوب سے) سے
ترا وصل ہو خواہش دل یہی ہے	محبت کا الفت کا حاصل یہی ہے
اور محب کو اگر وصال نصیب ہوا تو جیون جیون وصال یار ہوتا جاتا ہے مرض	عشق بڑھتا ہی جاتا ہے سے
[وصال یار سے دونا ہوا عشق] مرض بڑھتا گیا جیون جیون کی	
عاشق کے نزدیک لقاے دلدار اور وصل یار کا ہر سنگد دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اور اُس وقت کے ایک منٹ کے ضایع جانے کا بھی اُسے سخت ملال ہوتا ہے وصال میں بھی عجب عجب حالتیں ہوتی ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ معشوق نے سوال وصال قبول کر لیا اور عاشق خوش خوش ہے اور بڑے ہی اشتیاق سے وقت موعود کا انتظار کر رہا ہے اور کشت مراد لہلاتا اور آرزوؤں اور تمناؤں سے ہر بھر نظر آ رہا ہے کہ یکایک یاس نے بادِ سموم بکر گلشن امید کو اپنے مخالف جھوکوں سے خراب و برباد اور تخت تاراج کر دیا اور تمنا اور آرزو کی شاخیں جو گل مراد سے ابھی پھلی پھولی اور ہری بھری دکھائی پڑتی تھیں پڑ مردہ اور بے برگ و ثمر ہو گئیں۔ چرخ بد نہاد سے حرمان نصیب عاشق کی خوشی دیکھی نہ گئی اور کوئی ایسا ڈھب نکال دیا کہ وصال سے محروم رہ گیا آہ اُس ستم رسیدہ پر کیا کچھ گذر گیا وہی خوب جانتا ہے تمناؤں اور آرزوؤں نے تڑپ تڑپ کر جان دیدی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سے	
قاصد کو اُس طرح منت کیا روان	سامان عیشِ جملہ میاں کیا یہاں
آہٹ پہ کان در پہ نظر تھی کہ ناگمان	جب پُشنا کہ پیر میں مہدی لگی ہر دان
پس خون ٹپک بڑا نگہ انتظار سے	

اور کبھی یار سے وعدہ وصال کر کے اُسے پورا نہ کیا اور عاشق کے دل میں اُسکے وعدہ خلافی پر طرح طرح کی بدگمانیاں آنے لگتی ہیں اور توسن خیال بڑی تیزی سے ادھر ادھر جا رہا ہوئے نئے خیالوں کا وہ مجموعہ ہو رہا ہو۔ کبھی جھلا کر کہتا ہو یاں بغیر کو چھوڑ کر بھی طرف کون مائل ہونے لگے۔ اُنھیں چھوڑ کر میرے غمکہ پر کاہنے کو تشریف لانے لگے، کبھی کہتا ہو ۵

یہاں ہم نیم بسمل کی طرح فریاد کرتے ہیں | کبھی خیال کرتا ہو کہ شاید کوئی ایسی ہی وجہ ہوئی ہو جو تاخیر کا سبب ہوے۔ | رگرم دلدار کا خیال کر کے | شاید اب قسمت کا ستارہ چمکے۔ غرض کچھ عجب حال ہوتا ہو | کچھ توقع کچھ یقین کچھ یاس کچھ وہم و گمان | انتظار یار کی کھڑی بھی کچھ عجب کھڑی

ہوتی ہو ہر لمحہ ہر ساعت ہر آن ہر منٹ ہر سکند اسکا اک خاص کیفیت اور لطف رکھتا ہو اور جیون جیون وقت گزرتا جاتا ہو عاشق اور بھی بیقرار ہوا جاتا ہو اور ذوق و شوق دو بالا ۵

وعدہ وصل چون شود نزدیک | آتش شوق تیز تر گردد | ہم اس مقام پر اور کیا لکھیں اسکی قدر کچھ وہی لوگ خوب جانتے ہونگے جو اسکی لذتیں اٹھائے ہوے ہیں۔ رسالہ اب طولانی ہوا جاتا ہو مگر حضرت عشق کی رام کہانی تمام ہی نہیں ہوتی اور نہ کبھی تمام ہو سکتی ہو دو ات خشک ہو گئی بہتیرے قلم کھس گئے ہاتھ دکھ گئے دم اکٹا گیا ناظرین بھی گھبرا گئے ہونگے اب اتنا اور عرض کر کے ختم کرتا ہوں کہ انسان گواہین مجبور ہو مگر پھر بھی حتی الوسع اس عشق سے آپ کو بچا سے ہے اور دور ہی دور رہے اور دل اس طرف سے ہمیشہ پھیرے رکھے اور اپنے مالک و خالق سے لو لگائے۔ اللہ بسا و رہا باقی ہو س۔

اللهم ثبت قلوبنا على حبك وطاعتك وحب رسولك سيدنا محمد وطاعته
 وثبتنا على دينك القويم وصراطك المستقيم واغفر ذنوبنا واقض ديوننا و
 اشرح صدورنا ويسر امورنا وحصل مرادنا واشف مرضانا وفرج همومنا
 واكشف غمومنا برحمتك يا ارحم الراحمين وصل اللهم وسلم وتبارك و
 ترحم وتحنن على جيبك ورسولك سيدنا ومولانا محمد وآله والى الابد
 وازواجه واصحابه وانصاره وحزبه واوليائه

استجمعين + + +

قاله خادم الطلبة احقر الزمن
 محمد الملقب باحسن

غفر له ذوالمنن

+ + +

+

مختصر فہرست کتب دوکان محمد حافظ خان خلف حافظ محمد عبدالستار خان تاجر کتب لکھنؤ چوک

نیاز مند کی دوکھ پر ہر علم و فن کی کتابیں فروخت کے لئے موجود ہیں جسکی فہرست کلان بلا قیمت ۱۰۰ نکاحات آئے پر بیڈ روانہ کیا و لی جو صاحب جاہن طلبہ فرامین اور مال بھی انشاء اللہ تعالیٰ ساتھ کفایت کے روانہ ہوگا جو صاحب خراج تاجرانہ سے مال طلب کرے اسے ساتھ اور بھی کفایت کیا و لی تعمیل فرمائش بہت جلد ہوگی۔

قرآن شریف نظامی	۱	تفسیر سورہ یوسف	۱	مجموعہ اورداد	۱	ارشاد مرشد	۱	بوستان	۱
نقل نظامی	۲	تفسیر زاد	۲	تحریم النساء	۲	مجموعہ بہار حق	۲	مقدّمہ موصوف	۲
۱۰۰ اسطری	۳	مظاہر حق اردو	۳	محبت الاسلام	۳	تبریز ابن یوسفی	۳	کاغذات کار دہلی	۳
۱۰۰ اسطری	۴	اجمل حدیث مترجم	۴	راشدون کی شادی	۴	تہذیب علمی اردو	۴	عالمگیری	۴
چرمی پونہ بمبئی	۵	عقد نامہ	۵	ہزار مسئلہ	۵	مشکول علمی اردو	۵	انشاء فانی	۵
قرآن شریف مترجم	۶	دقائے جمیلہ	۶	طبیعہ کا ستارہ	۶	عناصر الشہادین	۶	کل بکا دلی	۶
بیسویں	۷	تحفۃ الهند	۷	فضائل شہو صیام	۷	ترغیب الشہادین	۷	تصحیح الانشاء	۷
تاجور و کشوری	۸	ردو بند	۸	اکفایۃ الزنوب	۸	مرغیہ انیس کامل	۸	سکندر نامہ	۸
حائل شریف	۹	رقع الواس	۹	اجواب السائلین	۹	تہذیب علم اردو	۹	یوسف زلیخا	۹
بیمبئی مجملہ	۱۰	عالمیات ابن حجر	۱۰	مرآۃ المسرفین	۱۰	جلان حضرت علی	۱۰	ادوار سبیلی	۱۰
قرآن شریف	۱۱	زواجر حندی	۱۱	آیت اصبیان	۱۱	معین الشفا	۱۱	ابو الفضل	۱۱
مترجم مصطفیٰ	۱۲	ظفر جلیل	۱۲	عقبات نامہ	۱۲	ترجمہ سکنہ رشیدی	۱۲	نہار دانش	۱۲
دہلی شہ	۱۳	مشارق الانوار	۱۳	مع بہشت نامہ	۱۳	جلان محمد حنیف	۱۳	بوستان	۱۳
قرآن شریف	۱۴	درایع منظوم	۱۴	فکھن الفردوس	۱۴	علاقہ الغریبا	۱۴	انشاء خلیفہ	۱۴
دہلی نیکو احمد صاحب	۱۵	تاج حق اردو	۱۵	قرۃ الواعظین	۱۵	مجموعات الکبریٰ	۱۵	دیوان غفری	۱۵
دہلی بیگز جلد	۱۶	شرح وقایہ اردو	۱۶	مذاق العارفين	۱۶	قرابادین ذکائی	۱۶	شاہنامہ اردو	۱۶
حائل شریف	۱۷	آلہ ہماردو	۱۷	آوار محمدی	۱۷	محکمہ اعظم کامل	۱۷	باغ بہار	۱۷
مولوی فتح محمد صاحب	۱۸	تحفۃ نجم ترجمہ کنز	۱۸	نوشہ عقبی	۱۸	نقش سلیمانی	۱۸	دیوان حافظ	۱۸
سائب	۱۹	مصلح مصلوہ	۱۹	وفات نامہ	۱۹	نوعیہ سلیمانی	۱۹	ہنس جہاں جہاں	۱۹
حائل شریف مترجم	۲۰	راہ حجاب	۲۰	ہدایت النسوان	۲۰	تہذیب سلیمانی	۲۰	آرائش محفل	۲۰
خاشہ جہاں دلی	۲۱	حقیقۃ مصلوہ	۲۱	زینت النساء	۲۱	بایض سلیمانی	۲۱	نہار ہند	۲۱
مصطفیٰ طحانی طبرک	۲۲	نصیحۃ المسلمین	۲۲	السیر ہایت	۲۲	حرر سلیمانی	۲۲	آئینہ تاریخ	۲۲
بیگز خاشہ جہاں	۲۳	رفاہ المسلمین	۲۳	عجائب القصص	۲۳	اتحاد عیسوی	۲۳	خوشحال الصبیان	۲۳
بابہ عم تالابچہ	۲۴	مفتاح حجت	۲۴	آثار مشرق	۲۴	اتحاد محمدی	۲۴	دستور ہیبیان	۲۴
فی بارہ	۲۵	درخشاں اردو	۲۵	لالہ لکھنات الالباب	۲۵	علمات نادرہ	۲۵	اردو	۲۵
بارہ عم مترجم	۲۶	علامۃ الفقہ	۲۶	مع ترجمہ اردو	۲۶	تہذیب فہرست کامل	۲۶	بندر کلی	۲۶
قائدہ دو جزہ	۲۷	خریۃ الفقہ	۲۷	فارسی	۲۷	مولود سعیدی کامل	۲۷	نصاب الصبیان	۲۷
بیگز سورہ مترجم	۲۸	شرح محمدی	۲۸	راجا ہر القآن	۲۸	تاریخ حبیب اللہ	۲۸	ہمار گلشن	۲۸
ہفت سورہ مترجم	۲۹	مجموعہ فتاویٰ مولو	۲۹	مجموعہ وظائف	۲۹	فتویٰ مولانا دوم	۲۹	چند راوی	۲۹
نقشہ حسین اردو	۳۰	طہر علی صاحب جلد	۳۰	مترجم	۳۰	مطالب شہیدی	۳۰	دیوان اردو	۳۰
نقشہ تبارک لکھنؤ	۳۱	تحفۃ الزوہین	۳۱	راجا ہر القآن	۳۱	فتویٰ بوعلی قلند	۳۱	دیوان منظوم	۳۱
اردو	۳۲	تہذیب الکلام	۳۲	دعائے العرش	۳۲	تذکرۃ الاولیاء	۳۲	دوق الاراض	۳۲
تفسیر بارہ عم	۳۳	تہذیب و کفین	۳۳	مترجم	۳۳	اردو	۳۳	لکھنؤ حاکمہ	۳۳
اردو	۳۴	خلاصۃ المسائل	۳۴	ایضاً مترجم	۳۴	حکایات الصالحین	۳۴	اردو	۳۴

المشتہ محمد حافظ خان خلف حافظ محمد عبدالستار خان تاجر کتب کلاہ لکھنؤ چوک

10253 ح - ع

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرا نہ لیا جائیگا۔

کوئی نہ پڑھتا
 جامعہ مدرسہ
 ۱۔ اگر کوئی اس کتاب کو پڑھتا ہے تو اس کا
 مجلس شہداء و شہداء کی خدمت میں ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۲۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۳۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۴۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۵۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۶۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۷۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۸۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۹۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی
 ۱۰۔ اس کتاب کو پڑھنے والے کو ایک ایک لکڑی لکڑی

